تذکارِ محبِّ محبوب

مختصر احوال، ارشادات و ملفوظات

صاحب زادہ صوفی محمد محبّ علی شاہ محبوبی

سجادہ نشینِ اوّل: درگاہ عالیہ ایوبیہ محبوبیہ (میاں چنوں/ضلع: خانیوال)

حسیب احمد محبوبی

ناشر: مخدومہ امیر جان لائبریری نڑالی/ گوجر خان

تذکارِ محبّ محبوب

مختصر احوال، ارشادات و ملفوظات:

صاحب زادہ صوفی محمد محبّ علی شاہ محبوبی

(۱۳ جولائی ۱۹۸۰-۲۱ فروری ۲۰۱۷ء/ یکم رمضان ۱۴۰۰-۲۳ جمادی الاول ۱۴۳۹ھ)

سجادہ نشینِ اول درگاہ ایوبیہ محبوبیہ (میاں چنوں/ضلع: خانیوال)

حسیب احمد محبوبی

۲۹۷.۴۲

م ح ب و ب ی　محبوبی، حسیب احمد (پ: ۱۳ جولائی ۱۹۸۹ء)

تذکارِ محبِّ محبوب/ حسیب احمد محبوبی

نڑالی: مخدومہ امیر جان لائبریری، دسمبر ۲۰۱۷ء، ۴۴ صفحات

۱- تذکرہ　۲۔ تصوف

۲- سلسلہ سہروردیہ غزنویہ- جہاں گیریہ　۳- میاں چنوں- خانے وال/ پنجاب

ISBN: 978-969-9928-08-6

سلسلہ اشاعت (۷)

TAZKAR E MOHIB E MEHBOOB/

HASEEB AHMED MEHBOOBI.- NARALI: MAKHDUMA AMIR-JAN

LIBRARY, DECEMBER.2017, 44 PP., SERIES OF PUBLICATION (7)

ISBN: 978-969-9928-08-6

سرورق: حسیب احمد محبوبی

طبع اول: دسمبر ۲۰۱۷ء

ناشر: مخدومہ امیر جان لائبریری، نڑالی/ گوجر خان

طابع: فیصل سندر پرنٹر، امین پور بازار، فیصل آباد

قیمت: ۶۰ روپے

دست یابی کا پتا :

۱. صاحب زادہ محمد مدثر علی شاہ محبوبی معروف بہ خواجہ صاحب
آستانہ عالیہ محبوبیہ، نزد برلب نہر (پل پھٹیاں والا)، چک نمبر: L-15/46، میاں چنوں

۲. فلیٹ نمبر ۱۰، بلاک نمبر ۵۹، کیٹگری V-، سیکٹر I-9/4، اسلام آباد

صوتی رابطہ: +92-315-3311157

برقی پتا: haseebahmed10773@gmail.com

تم ایک لمحہ بھی قلب و نظر سے دور نہیں
یہ اور بات کہ احساس ہے جدائی کا
(صادق دہلوی)*

* صادق دہلوی، الحاج صوفی محمد یاسین خان، **نگارِ صادق**، لاہور، عبداللطیف خان، س ن، ص ۸۹

مندرجات

یعنی محبوب و محب میں نہیں میرا تیرا

۸ جولائی ۲۰۰۴ء / ۲۰ جمادی الاول ۱۴۲۵ھ کو والد گرامی محترم صوفی محمد شبیر علی شاہ محبوبی (پ: ۵ اگست ۱۹۶۸ء) نے دفتر سے واپس آتے ہی فرمایا کہ آج راول پنڈی میں سید نجم الدین غوث الدہر قلندر (م: ۲۰ ذوالحج ۸۳۷ھ، مدفون: نالچھہ شریف، ضلع: دھار / مدھیہ پردیش - بھارت) کا سالانہ عرس مبارک منایا جا رہا ہے، جس میں میاں چنوں (ضلع: خانیوال) سے ایک بزرگ خواجہ صوفی محمد محبوب علی شاہ جلیسری (۲۸ اگست ۱۹۳۴- ۱۶ فروری ۲۰۱۶ء / ۱۸ جمادی الاول ۱۳۵۳- ۷ جمادی الاول ۱۴۳۷ھ، مدفون: چک نمبر L-۱۵/۴۶، میاں چنوں) تشریف لا رہے ہیں اور محفلِ سماع بھی ہو گی. ہمیشہ ریڈیو، ٹیپ ریکارڈر اور ٹیلی وژن پر ہی قوالیاں سنتے تھے، کبھی براہِ راست سننے کا اتفاق نہیں ہوا تھا لہٰذا محفل سماع کے شوق میں والد گرامی کے ہم راہ بہ وقت مغرب صوفی محمد الیاس علی شاہ محبوبی صاحب (پ: ۲۲ جنوری ۱۹۷۵ء) کے گھر بہ مقام لیاقت روڈ (راول پنڈی) پہنچ گئے جن کے زیرِ انتظام محمد رفیق رضا معروف بہ کالا خان مرحوم (م: ۲۷ دسمبر ۲۰۰۷ء) کے گھر عرس کے انعقاد کی تیاریاں کی جا رہی تھیں. یہاں پہنچ کر معلوم ہوا کہ کچھ دن قبل ہی خواجہ صوفی محمد محبوب علی شاہ صاحب کا ایکسی ڈنٹ ہو گیا تھا جس کی وجہ سے وہ اس سال عرس میں تشریف نہیں لا سکے، البتہ ان کے سجادہ نشین صاحب زادہ صوفی محمد محبّ علی شاہ محبوبی صاحب (اس کے بعد: صاحب زادہ صاحب) تشریف لا چکے ہیں جن کی زیرِ صدارت حسبِ سابق عرس مبارک منایا جائے گا.

نمازِ مغرب کے بعد صاحب زادہ صاحب کی زیرِ صدارت محترم صوفی الیاس صاحب کے گھر محفلِ ذکر ہوئی. میاں چنوں سے آپ کے ہم راہ صاحب زادہ صوفی محمد مجیب علی شاہ محبوبی (پ: ۱۱ جون ۱۹۸۲ء)، صوفی محمد سعید الزماں محبوبی (پ: ۲ جنوری ۱۹۶۵ء) اور محمد فاروق صدیق محبوبی مرحوم (م: ۲۱ فروری ۲۰۱۷ء) بھی تشریف لائے ہوئے تھے. محفلِ ذکر کے بعد ختمِ خواجگان، لنگر اور پھر بعد نمازِ عشاء محفلِ سماع کا آغاز ہوا جو تا وقتِ سحر جاری رہی. راقم کی صاحب زادہ صاحب سے یہ بہ ضابطہ پہلی ملاقات تھی، جس میں متاثر کن بات یہ تھی کہ آپ میں روایتی صاحب زادگان والا ناز

نخرہ بالکل نہیں تھا. تمام اوقات میں انتہائی عجز وانکساری کے ساتھ سب سے ملاقات کی اور محفل سماع کے دوران بھی خصوصی شفقت ومحبت فرماتے رہے. سب کے ساتھ اور ایک جیسا کھانا تناول فرمایا. غرض اس طرح کے بہت سے امور راقم کے مشاہدے میں آئے جن کا مفصل ذکر آگے چل کر اپنے مقام پر آئے گا جو انتہائی متاثر کن تھے.

عرس کے چار ماہ بعد (۲۲ نومبر ۲۰۰۴ء/ ۹ شوال ۱۴۲۵ھ) آپ کے والد گرامی (راقم کے مرشد طریقت) حضرت خواجہ حاجی صوفی محمد محبوب علی شاہ جلیسری ہرجائی راول پنڈی میں جلوہ افروز ہوئے اور اسی موقع پر راقم کو بھی بیعت کا شرف حاصل ہوا. اس کے بعد گاہے بہ گاہے آستانہ عالیہ پر صاحب زادہ صاحب سے ملاقات ہوتی رہی اور آپ کی ذاتِ مبارکہ کے متعلق مزید بہت سے پہلوؤں کو قریب سے دیکھنے کا موقع ملا. خصوصاً مرشد پاک کی ظاہری حیاتِ مبارکہ کے آخری برسوں میں آپ سے بہت قریبی تعلق قایم ہو گیا اور تمام سلسلہ عالیہ میں آپ کو "**چھوٹے سرکار**" کہہ کر مخاطب کیا جاتا تھا. مرشد طریقت کا آپ کے ساتھ مشفقانہ رویہ دیکھ کر امام احمد رضا خان بریلوی (۱۴ جون ۱۸۵۶–۲۸ اکتوبر ۱۹۲۱ء، مدفون: بریلی/ بھارت) کا یہ شعر "یعنی محبوب و محبّ میں نہیں میرا تیرا" اکثر ذہن میں گردش کرتا رہتا تھا. آپ کے احوال وملفوظات لکھنے کے متعلق تو کبھی سوچا نہ تھا کیوں کہ مرشد پاک کی مفصل سوانح عمری ابھی زیرِ ترتیب ہے لیکن آپ کی اچانک رحلت نے مجبور کیا کہ آپ کی ذاتِ گرامی سے وابستہ چند یادوں اور اہم ملفوظات کو قلم بند کر دیا جائے جن کا مشاہدہ راقم گذشتہ تیرہ (۱۳) برسوں سے کرتا چلا آیا ہے.

آخر میں ان تمام احباب کا شکریہ جنھوں نے کسی بھی طرح اس مختصر کتاب کو مکمل کرنے میں تعاون فرمایا خصوصاً استاد گرامی محترم حسن نواز شاہ صاحب، محترم ضمیر احمد شکوری صاحب اور برادرِ عزیز محمد سلمان محبوبی صاحب کا ممنون ہوں کہ ان تمام حضرات کی رہ نمائی ہمیشہ شاملِ حال رہتی ہے جس کی وجہ سے کبھی کسی دشواری کا سامنا نہیں کرنا پڑتا. اللہ سب پر اپنا خصوصی کرم اور فضل فرمائے. آمین

حسیب احمد محبوبی

اسلام آباد

۲۷ صفر المظفر ۱۴۳۹ھ/ ۱۷ نومبر ۲۰۱۷ء بہ روز جمعۃ المبارک

مختصر تاریخ سلسلہ عالیہ جہاں گیریہ (قادریہ سہروردیہ)

شیخ الاسلام سید نور الدین مبارک بن عبد اللہ غزنوی معروف بہ میر دہلی سے سلسلہ سہروردیہ کی جس شاخ کا اجرا ہوا وہ **سہروردیہ غزنویہ** کے نام سے معروف ہوئی. آپ ابوالفضل سید عبد اللہ حاجی بن سید شرف الدین محدث کے ہاں حسینی زیدی خانوادے میں پیدا ہوئے. آپ شیخ الشیوخ شہاب الدین عمر سہروردی کے بھانجے نیز ان سے بیعت وخلافت سے بھی سرفراز تھے. شیخ الشیوخ کے حسب حکم آپ اپنے خویش واقارب سمیت ۵۸۸ھ / ۱۱۹۲ء میں سلطان شہاب الدین محمد غوری کے لشکر کے ہمراہ غزنی سے برصغیر تشریف لائے بعدازاں آپ دہلی تشریف لائے اور سلطان شمس الدین اِلْتُتْمَشْ کے دور میں شیخ الاسلام ہند اور میر دہلی کے لقب سے معروف ہوئے. آپ کی اولاد میں تین صاحب زادوں کے اسمائے گرامی ملتے ہیں یعنی: سید جلال / سید نظام الدین / سید عزیز اللہ صاحب تاج. ان میں سے منجھلے فرزند سید نظام الدین سے آپ کا سلسلہ چلا. ان کی تربت بھی دہلی میں اپنے والد گرامی کے جوار میں غربی سمت میں واقع ہے. سید نظام الدین کے صاحب زادے سید نجم الدین غوث الدہر قلندر کا مزار مدھیہ پردیش (بھارت) کے گاؤں نالچھہ (ضلع: دھار) میں ہے. انھوں نے سلسلہ سہروردیہ غزنویہ کی نسبتیں اپنے والد گرامی سے حاصل کیں. بعدازاں سید خضر رومی کی صحبت میں رہ کر سلسلہ چشتیہ قلندریہ کی خلافت سے بھی سرفراز ہوئے. اس طرح یہ سلسلہ **سہروردیہ چشتیہ قلندریہ** کے نام سے موسوم ہوا. آپ کے معروف خلیفہ شیخ قطب الدین بینا دل قلندر ہیں. آپ کو سلسلہ سہروردیہ بہائیہ میں شیخ شمس الدین بڈھن ظفرآبادی سے بھی خلافت حاصل تھی. شیخ قطب الدین کے کئی خلفا کے نام مختلف کتب میں درج ہیں، ان میں سے ایک بہار میں مدفون میر سید فضل اللہ حسنی معروف بہ سید گوسائیں ہیں. آپ، شیخ قطب الدین بینا دل کے داماد بھی تھے اور یکے بعد دیگرے ان کی دو صاحب زادیاں (بی بی راضیہ وبی بی امینہ) آپ کے عقد میں آئیں. میر سید فضل اللہ کا سلسلہ ان کے صاحب زادے میر سید محمود سے چلا اور میر سید محمود کے بعد ان کے صاحب زادے میر سید نصیر الدین مسند ارشاد پہ فائز ہوئے. میر نصیر الدین کے دو خلفا سے سلسلہ جاری ہوا. ایک شیخ ابراہیم اور دوسرے میر سید تقی الدین سے. میر سید تقی الدین کا سلسلہ میر سید نظام الدین سے چلا آگے میر سید نظام الدین کے خلیفہ میر سید اہل اللہ ہوئے جن سے سلسلے کا اجرا ہوا. میر سید اہل اللہ کی وفات کے بعد ان کے صاحب زادے دیوان سید جعفر محمد قطبی

(مدفون: باڑھ / ضلع: پٹنہ- بہار) مسندِ ارشاد پہ متمکن ہوئے. آپ سلسلہ قادریہ میں بھی صاحب مجاز تھے اور اسی سبب آپ نے سلسلہ سہروردیہ اور قادریہ کے سلوک کو رواج دیا اور آپ کے دور میں یہ سلسلہ **سہروردیہ قادریہ یا قادریہ سہروردیہ** کہلایا- اس سلسلے میں اب تک قدیم ترین حوالہ آپ کی تالیف اورادِ مطلوب الطالبین میں درج شجرہ ہے، جس میں بالترتیب شیخ الشیوخ کے بعد غوث اعظم شیخ عبدالقادر جیلانی کا اسم گرامی ملتا ہے. آپ سے کئی کتب یادگار ہیں جو ابھی تک غیر مطبوعہ ہیں. دیوان سید جعفر کے بعد ان کے صاحب زادے میر سید خلیل الدین سجادہ نشین ہوئے. آپ معروف بزرگ مخدوم شاہ محمد منعم کے شیخ طریقت ہیں.

میتن گھاٹ پٹنہ میں مدفون مخدوم شاہ محمد منعم (م: ۱۲ر جب ۱۱۸۵ھ) کے دور میں یہ سلسلہ **قادریہ ابوالعلائیہ منعمیہ** کہلانے لگا. شاہ محمد منعم سلسلہ سہروردیہ قادریہ میں میر سید خلیل الدین سے بیعت وخلافت سے سرفراز ہوئے. عطائے خلافت کے بعد شیخ طریقت کے حسب حکم علوم ظاہری کی تکمیل کے لیے دہلی تشریف لے گئے، جہاں انھیں کچھ عرصہ ابوالعلائی بزرگ شاہ محمد فرہاد دہلوی کی صحبت میسر آئی. ان کی وفات کے بعد ان کے سجادہ نشین میر سید اسداللہ سے اکتساب علوم کیا نیز سلسلہ ابوالعلائیہ کی خلافت سے بھی سرفراز ہوئے. شیخ استفاضہ کی وفات کے بعد انہی کے مدرسے (جو جامع مسجد دہلی کی پشت پہ واقع تھا) میں کئی سال عالم کو سیراب کیا بعد ازاں پٹنہ تشریف لائے اور محلّہ بخشی گھاٹ کی مسجد میں قیام فرمایا مختصر عرصہ وہاں قیام کے بعد میتن گھاٹ کے پاس ملا میتن کی مسجد میں مقیم ہوئے اور خانقاہ کی بنیاد رکھی. اب وہیں آپ کا مزار زیارت گاہ خلایق ہے. آپ کی تصانیف مکاشفات منعمی (مصنفہ: ۱۱۱۹ھ)، الہاماتِ منعمی (مصنفہ: ۱۱۲۰ھ) اور مشاہدات منعمی (مصنفہ: ۱۱۲۳ھ) کے نسخہ ہائے خطی خانقاہ منعمیہ اور برصغیر پاک و ہند کے کئی کتب خانوں میں موجود ہیں. مخدوم شاہ محمد منعم کے کئی خلفا سے ان کا سلسلہ چلا. ان میں سے مخدوم شاہ حسن علی اور صوفی شاہ محمد دایم زیادہ معروف ہوئے. مخدوم شاہ حسن علی کا مزار خواجہ کلاں گھاٹ پٹنہ میں ہے. اب تک کی معلومات کے مطابق آپ کے مکتوبات کے تین عدد قلمی نسخے مختلف کتب خانوں میں موجود ہیں، جن کا اردو ترجمہ خانقاہ منعمیہ سے شایع ہو چکا ہے. ان میں سے ایک سو چار مکتوبات آپ کے مرید و خلیفہ حکیم شاہ فرحت اللہ مخاطب بہ حسن دوست کریم چکی کے نام ہیں. آپ کی خانقاہ محلّہ کریم چک چھپرہ (صوبہ بہار) میں ہے. حکیم شاہ مظہر حسین، حکیم شاہ فرحت اللہ کے صاحب زادے ہیں اور ان کا مزار خواجہ کلاں گھاٹ پٹنہ میں ہے. آگے ان کا سلسلہ ان کے بھتیجے (بعض کے نزدیک آپ سگے بھتیجے نہیں تھے) اور داماد حکیم شاہ محمد مہدی سے چلا. آپ کا مزار بھی خواجہ کلاں گھاٹ پٹنہ میں ہے. شاہ محمد مہدی کا سلسلہ ان کے خلیفہ شاہ امداد علی بھاگل پوری سے چلا.

سید امداد علی بھاگل پوری (م: ۶ ذیقعدہ ۱۳۰۴ھ / ۲۶ جولائی ۱۸۸۷ء، مدفون: محلّہ قاضی ولی چک، بھاگل پور) اس سلسلہ عالیہ کے شیخ طریقت ہونے کے علاوہ عظیم ماہر فن تعلیمات بھی تھے. آپ اس

خیال کے حامی تھے کہ مغربی سائنس کی تعلیم اردو زبان میں رائج ہوتا کہ لوگ جدید سائنس سے زیادہ سے زیادہ مستفید ہوسکیں.اسی نظریے کے تحت آپ ۲۴مئی ۱۸۶۸ء کو مظفر پور میں ایک ایسوسی ایشن کا قیام عمل میں لائے جس کا ابتدائی نام ''برٹش انڈیا ایسوسی ایشن'' اور ۱۸۷۲ء میں تبدیل کر کے ''بہار سائنٹفک سوسائٹی'' رکھا گیا.اس کا خاص مقصد مغربی سائنسی کتابوں کو اردو زبان میں ترجمہ کرنا اور گورنمنٹ کی توجہ مبذول کر کے اصلاحات نافذ کرنا تھا.سوسائٹی نے ترجمہ نگاری کے لیے باقاعدہ ایک شعبہ تشکیل دیا جس میں مترجمین کو ۲۰۰- ۳۰۰ روپے ماہانہ دیے جاتے تھے.ستمبر ۱۸۶۸ء میں سوسائٹی کا ترجمان پندرہ روزہ اخبار (اخبارالاخیار) اردو زبان میں جاری کرنے کا آغاز کیا گیا.اردو زبان کے فروغ اور ترقی کے حوالے سے اس اخبار کو نہایت اہمیت حاصل تھی.آپ کی انہی کاوشوں اور عوامی خدمات کو گورنمنٹ بنگالہ نے سراہتے ہوئے ''خان بہادر'' کا خطاب عطا کیا بعدازاں ۱۸۷۸ء میں آپ کو دہلی دربار مدعو کر کے شاہی تمغے سے بھی نوازا گیا.شاہ امداد علی کے معروف خلیفہ شیخ العارفین شاہ محمد مخلص الرحمان ملقب بہ جہاں گیر شاہ ہوئے ہیں.
تیرہ ویں صدی ہجری کی ابتدا میں اسی سلسلے کی ایک شاخ ان کی نسبت سے جہاں گیری کہلائی.شاہ مخلص الرحمان کی وفات کے بعد ان کے صاحب زادے فخر العارفین شاہ محمد عبدالحیؒ (۱۴شوال ۱۲۷۶-۱۷ ذوالحج ۱۳۳۹ھ، مدفون: دربارِ جہاں گیری، مرزا کھیل، چاٹگام/ بنگلہ دیش) مسند ارشاد پر فائز ہوئے.آپ بلاشبہ اس سلسلے کے مجدد ہیں.آپ نے سلسلے کی از سرِ نو تنظیم بندی کی اور قواعد وضوابط طے کیے نیز سلسلے کو عہد موجود کے تقاضوں کے مطابق ڈھالنے میں کئی مفید اقدامات فرمائے.آپ کے خلیفہ اعظم شاہ محمد نبی رضا خاں ملقب بہ اسد جہاں گیر و معروف بہ دادا میاں (۲۵ ربیع الاول ۱۲۸۶-۲۴ ربیع الاول ۱۳۲۹ھ، مدفون: اسلامیہ قبرستان، مال ایونیو/ لکھنؤ) ہیں.ان کی روحانی ذریت سے سلسلے کی بہت زیادہ اشاعت عمل میں آئی.شاہ محمد نبی رضا خاں کی روحانی اولاد سے مزید دو شاخیں وجود میں آئیں، یعنی: شکوریہ اور حسنیہ. **شکوریہ**: تاج الاولیا شاہ محمد عبدالشکور (۱۲۹۴-۱۰ ذوالحج ۱۳۷۴ھ، مدفون: بستی جیون ہانہ، گارڈن ٹاؤن/ لاہور) کی نسبت سے، یہ آپ کے خلیفہ اکبر تھے اور **حسنیہ**: سلطان الاولیا صوفی محمد حسن شاہ (۱۱ ربیع الثانی ۱۲۹۸-۶ جمادی الاول ۱۳۷۹ھ، مدفون: بھینسوڑی شریف، تحصیل ملک، ضلع رام پور/ یوپی) کی نسبت سے، ان کی نسبتِ بیعت آپ سے جب کہ خلافت آپ کے برادرِ اصغر و سجادہ نشین حضرت شاہ محمد عنایت حسن خاں سے تھی.ان ہر دو شیوخ سے سلسلے کی بہت زیادہ اشاعت ہوئی اور لاکھوں افراد ان کے بلاواسطہ اور بالواسطہ دست گرفتہ ہوئے.(۱)

۱۔ حسن نواز شاہ، تذکارِ شاہِ امین، نڑالی، مخدومہ امیر جان لائبریری، مارچ ۲۰۱۴ء، اول، ص ۳۳-۵۱ ملخص

سلسلہ جہاں گیریہ کے چند اکابر مشائخ کے احوال و تعلیمات پہ بنیادی مآخذ

۱. شیخ العارفین حضرت شاہ مخلص الرحمان ملقب بہ جہاں گیر شاہ

سکندر شاہ، مولانا حکیم سید، **سیرتِ جہاں گیری**، دہلی، دہلی پرنٹنگ ورکس، ۱۳۳۸ھ/ ۱۹۲۰ء، اول

سکندر شاہ، مولانا حکیم سید، **سیرتِ جہاں گیری**، کراچی، صوفی عثمان علی شاہ، ۱۹۶۲ء

سیرتِ جہاں گیری اب نایاب ہو چکی ہے اور اس کی دست یابی بہ آسانی ممکن نہیں، لہٰذا حضرت شاہ مخلص الرحمان کے مفصل احوال کے لیے سیرتِ فخر العارفین (حصہ اول، ص ۳-۲۶) سے استفادہ کیا جا سکتا ہے.

۲. فخر العارفین حضرت شاہ عبدالحیٔ جہاں گیری

سیرت فخر العارفین کی پہلی اشاعت تین مختلف حصوں پر مشتمل تھی اور بعد ازاں تینوں حصے ایک ساتھ چند بار پاک و ہند سے شایع ہوئے. بھارت سے یہ کتاب شمع بک ڈپو دہلی اور کتب خانہ رحیمیہ دہلی سے، جب کہ پاکستان سے تصوف فاؤنڈیشن لاہور اور سلسلہ قادری جہاں گیری ٹرسٹ کراچی سے طبع ہوئی. اس کا حصہ اول کراچی سے ڈاکٹر رحمت علی شاہ جہاں گیری نے اور بعد ازاں صوفی محمد عثمان علی شاہ نے بھی شایع کیا تھا. اس کتاب کا بنگالی ترجمہ دو بار (۱۹۵۹ء، ۲۰۰۴ء) دربارِ جہاں گیری (مرزا کھیل، چاٹگام/ بنگلہ دیش) سے بھی شایع ہو چکا ہے.

سکندر شاہ، مولانا حکیم سید، **سیرتِ فخر العارفین** کامل، کراچی، سلسلہ قادری جہاں گیری ٹرسٹ، ۱۴۱۸ھ/ ۱۹۹۸ء

سکندر شاہ، مولانا حکیم سید، **سیرتِ فخر العارفین** کامل، لاہور، تصوف فاؤنڈیشن، ۱۴۱۹ھ/ ۱۹۹۹ء

۳. حضرت شاہ محمد نبی رضا خاں جہاں گیری ملقب بہ اسدِ جہاں گیر معروف بہ دادا میاں

عنایت حسن شاہ، حاجی الحرمین شریفین، **اعجازِ جہاں گیری**، بریلی، صوفی نقیب اللہ شاہ [۱۹۴۰ء]

عنایت حسن شاہ، حاجی الحرمین شریفین، **اعجازِ جہاں گیری**، کراچی، صوفی عثمان علی شاہ

عنایت حسن شاہ، حاجی الحرمین شریفین، **اعجازِ جہاں گیری**، لکھنؤ، درگاہ دادا میاں، صوفی فصاحت حسن شاہ، ۱۹۸۴ء

عنایت حسن شاہ، حاجی الحرمین شریفین، **اعجازِ جہاں گیری**، لکھنؤ، درگاہ دادا میاں، صوفی صباحت حسن شاہ، ۲۰۱۵ء

صوفی محمد وارث علی شاہ، **مخزنِ تصوف**، لکھنؤ درگاہ دادا میاں، صوفی صباحت حسن شاہ، ۲۰۰۸ء

۴. تاج الاولیا حضرت شاہ عبدالشکور جہاں گیری

شکوری، مستان شاہ، **ذکرِ تاج الاولیا**، لاہور، قاضی سنز پبلشرز، فروری ۱۹۷۶ء، اول

شکوری، مستان شاہ، **ذکرِ تاج الاولیا**، کچا کھوہ/ خانیوال، محمد عبداللطیف شاہ شکوری، دسمبر ۱۹۹۳ء، دوم
شکوری، جمیل احمد شاہ، **مشعلِ راہ**، کراچی، ابراہیم خان جمیلی شکوری، ستمبر ۲۰۰۶ء

۵. سلطان الاولیا خواجہ صوفی محمد حسن شاہ جہاں گیری

حسنی، غلام آسی پیا، **سلطان الاولیا معروف بہ چراغِ ابو العلائی**، ناگ پور، اپریل ۱۹۷۶ء
حسنی، غلام آسی پیا، **چراغِ ابو العلائی**، لاہور، تصوف فاؤنڈیشن، ۱۴۱۹ھ/ ۱۹۹۹ء
سہس پوری، مولانا صوفی ظہیر احمد شاہ جہاں گیری، **نگارِ یزداں**، بمبئی، مکتبہ جہاں گیریہ، ۱۹۹۶ء، اول

۶. حضرت خواجہ صوفی محمد یعقوب علی شاہ حسنی جہاں گیری

یعقوبی، سید ریاض الحسن شاہ، **فیضانِ یعقوبی**، بکرا پیڑھی/ کراچی، ادارہ دار التبلیغ
یعقوبی، سید ریاض الحسن شاہ، **گنجینۂ یعقوبی**، بکرا پیڑھی/ کراچی، ادارہ دار التبلیغ
علوی، سید نایاب اختر، **خواجہ محمد یعقوب علی شاہ**، کراچی، خود، [۱۹۹۶ء]
یعقوبی، صوفی نایاب علی شاہ، **شانِ یعقوبی**، کراچی، خود، [۲۰۱۰ء]

۷. خواجہ فقیر صوفی محمد نقیب اللہ شاہ حسنی جہاں گیری

آپ کے احوال و تعلیمات پر بنیادی مآخذ کی طویل فہرست حسن نواز شاہ صاحب نے اپنی درج ذیل تصنیف میں تحریر فرمائی ہے.

حسن نواز شاہ، **تذکارِ شاہ امین**، ٹڑالی، مخدومہ امیر جان لائبریری، مارچ ۲۰۱۴ء، ص ۶۷-۷۱

۸. حضرت خواجہ صوفی محمد محبوب علی شاہ ایوبی یعقوبی حسنی جہاں گیری

حسیب احمد محبوبی، **تذکارِ شاہ محبوب**، ٹڑالی، مخدومہ امیر جان لائبریری، مارچ ۲۰۱۶ء، اول

* جہاں گیری مشائخ کی تصانیف اور ان کے متعلق لکھی گئی کتب کی فہرست **"کتابیاتِ جہاں گیری مشائخ"** زیر ترتیب ہے. ان شاء اللہ جہاں گیری مشائخ کی مزید کتب کی تفصیلات اس میں شایع کی جائیں گی. تمام وابستگانِ سلسلہ و دیگر احباب سے گزارش ہے کہ اگر سلسلہ جہاں گیریہ کے کسی بھی شیخ کی تصنیف یا ان کے متعلق لکھا گیا کچھ بھی مواد میسر ہو تو راقم کو مطلع فرمائیں تا کہ مذکورہ کتاب کو جامع اور مفصل ترتیب دیا جا سکے۔ شکریہ

احوال

خاندانی پس منظر

خواجہ صوفی محمد محبّ علی شاہ محبوبی صاحب کا تعلق شمالی بھارت کے معروف قبیلے **شیخ منصوری** سے تھا. بھارت کی معروف شمالی ریاستوں: ہریانہ، اتر پردیش اور بہار میں اس قبیلے سے تعلق رکھنے والوں کی اکثریت پائی جاتی ہے. یہ لوگ بول چال میں اردو زبان ہی استعمال کرتے ہیں، البتہ بھارت میں رہائش پذیر ہونے کے سبب اکثر لوگ اچھی خاصی ہندی سمجھتے اور بولتے ہیں. ان کی اکثریت سُنّی (حنفی) ہے. تقسیمِ ہند کے بعد اس قبیلے کے کچھ افراد ہجرت کر کے پاکستان آ گئے تھے اور اب ان کی اکثریت سندھ کے علاقوں (کراچی، حیدرآباد اور میر پور خاص) میں رہائش پذیر ہے. اس قبیلے کی بہت سی ذیلی شاخیں بھی ہیں جو ان شاخوں کے مورثانِ اعلا، کاروبار اور ان کے رہائشی علاقوں کے ناموں سے معروف ہیں. آپ کا تعلق شیخ منصوری قبیلے کی ذیلی شاخ **غوری** سے ہے(۱). اس قبیلے کے کئی افراد اپنے نام کے ساتھ شیخ صدیقی بھی لکھتے ہیں.

آباواجداد

صاحب زادہ صاحب کے جد امجد حضرت بہادر حسین منصوری غوری آگرہ (اتر پردیش) سے ہجرت کر کے جلیسر (ضلع: ایٹہ / اتر پردیش) تشریف لائے اور یہاں حضرت سراج الدین مکی مدنی الحسنی و الحسینی کے مدرسے میں رہ کر ان کے زیرِ سایہ تعلیم و تربیت حاصل کی. ایک روز سلسلہ نقش بندیہ کے شیخ طریقت خواجہ صوفی محبوب مدنی لعل شاہ صاحب (مدفون: آستانہ عالیہ جال والا کنواں، سندیلہ، ضلع: ہردوئی / اتر پردیش) کی مدرسے میں آمد ہوئی تو آپ اور آپ کے صاحب زادے حضرت منیر حسین منصوری غوری ان کے دستِ حق پر سلسلہ نقش بندیہ مجددیہ میں بیعت ہو گئے. تقریباً دو سال بعد انہی بزرگ کے مرید و خلیفہ خواجہ صوفی نور محمد لعل شاہ صاحب (مدفون: آستانہ عالیہ جال والا کنواں، سندیلہ، ضلع: ہردوئی / اتر پردیش) جلیسر میں حضرت سراج الدین مکی مدنی کے ہاں رونق افروز ہوئے. اس مرتبہ حضرت منیر حسین کے صاحب زادے حضرت یعقوب علی شاہ صاحب (صاحب زادہ صاحب کے پڑدادا محترم) اور پوتے حضرت حافظ ایوب علی شاہ صاحب (صاحب زادہ صاحب کے دادا محترم) ان کے حلقہ مریدین میں داخل ہوئے. اسی موقعے پر حضرت سراج الدین مکی مدنی کے پوتے حضرت حافظ نصر الدین جلیسری (مدفون: قبرستان، لطیف آباد نمبر ۹/ حیدرآباد-سندھ) بھی صوفی نور محمد لعل شاہ صاحب سے دست بیعت ہوئے. بعد ازاں ان تینوں بزرگان کو حضرت صوفی نور محمد لعل شاہ صاحب نے خلافت سے بھی سرفراز فرمایا.

حافظ نصر الدین جلیسری آپ کے دادا صاحب کے پیر بھائی اور استاد تھے. ان کے زیر سایہ آپ کے داد نے صرف ۹ سال کی عمر میں مکمل قرآن پاک حفظ کرلیا اور دو محرابیں بھی سنائی. آپ کے دادا صاحب کے لیے یہ بات باعثِ شرف ہے کہ انھوں نے دہلی کی جامع مسجد میں دو مرتبہ نماز تراویح کی امامت فرمائی اور مکمل قرآن پاک سنایا. گیارہ سال کی عمر میں آپ کی شادی محترمہ کلثوم بی بی (صاحب زادہ صاحب کی دادی محترمہ) سے ہوگئی، جن کی عمر اس وقت صرف سات سال تھی (۲).

خواجہ حاجی صوفی محمد محبوب علی شاہ جلیسری ہرجائی

حافظ ایوب علی شاہ صاحب کی شادی کے بیس سال بعد اللہ نے ان کو ایک بیٹا عطا فرمایا جو عوام الناس کے لیے مینارۂ ہدایت ثابت ہوا۔ حافظ محمد ایوب علی شاہ صاحب کے گھر (محلّہ ٹھگے لان، جلیسر) ۲۸ اگست ۱۹۳۴ء / ۱۸ جمادی الاول ۱۳۵۳ھ، بہ روز منگل حضرت خواجہ صوفی محمد محبوب علی شاہ جلیسری کی ولادتِ باسعادت ہوئی۔ یہیں محلّہ ہتونڈا کے مدرسہ میں آپ نے ابتدائی تعلیم حاصل کی. یہ مدرسہ **پنڈت جی کا مدرسہ** کے نام سے مشہور تھا. پنڈت جی مسلمان تھے، البتہ عوام میں پنڈت جی کے نام سے معروف تھے.

قیام پاکستان کے بعد ۱۹۴۸ء میں آپ بہ راستا میر پور (آزاد کشمیر) لاہور میں جلوہ افروز ہوئے. بعد ازاں مختلف اوقات میں واہ کینٹ (تحصیل: ٹیکسلا، ضلع: راول پنڈی)، لاہور، اور پھر حیدرآباد (سندھ) میں جلوہ افروز رہے. حیدرآباد میں تقریباً ۲۰ سال تک آپ کا قیام رہا اور اسی دورانیے میں ایک سال کراچی میں بھی رہے. حیدرآباد سے آپ ملتان تشریف لائے اور پھر ۱۹۸۴ء میں ضلع خانیوال کی تحصیل میاں چنوں میں ابتدائی طور پر ۲۵ چک / جھنڈے والی (بیریوں والا باغ) میں رونق افروز ہوئے. چار سال بعد ۱۹۸۸ء میں میاں چنوں ہی کے چک نمبر L-۴۶/۱۵ (نزد برلب نہر) میں باقاعدہ خانقاہ کی بنیاد رکھی اور تا دمِ آخر بزرگان سلسلہ کے افکار و تعلیمات کے ابلاغ میں مصروف عمل رہے (یہ زمین آپ کو محمد صادق صاحب نے آستانہ عالیہ کے لیے تحفتاً پیش کی تھی).

آپ اوائل عمری سے ہی گھنگرو بنانے کے پیشے سے منسلک رہے. حیدرآباد میں قیام کے دوران گھنگرووٴں والی گلی میں آپ کی بھٹّی تھی، جہاں آپ رزق حلال کے لیے کسبِ معاش کرتے تھے. ملتان میں محلّہ دری والا (قاسم پور کالونی) میں آپ کی گھنگرو بنانے کی بھٹّی تھی۔ اپنے اس ذریعہ روزگار اور پیشے کی وجہ سے آپ کی عرفیت گھنگرووٴں والی سرکار تھی.

۱۹۷۴ء میں آپ کے چھوٹے بھائی محفوظ علی شاہ صاحب (مدفون: قبرستان، قاسم پور کالونی / ملتان) کے وصال کے بعد آپ نے اپنے بھائی کے تینوں بیٹوں (محمد طارق علی شاہ، محمد طاہر علی شاہ اور محمد ناصر

علی شاہ) کی کفالت کی ذمہ داری لینے کے لیے خاندان والوں کو کہا، جس کے جواب میں سب نے کہا کہ بچوں کی ذمہ داری تو آپ لے لیں گے، لیکن ان کی ماں (یعنی محفوظ علی شاہ صاحب کی بیوہ) کی کفالت کون کرے گا؟ آپ نے فرمایا کہ ان کی مرضی پوچھ لیجیے، اگر وہ راضی ہیں تو میں ان سے نکاح کرنے کو تیار ہوں.
۱۰ اپریل ۱۹۷۷ء بہ روز اتوار بہ مقام قاسم پور کالونی (ملتان) مرحوم بھائی کی بیوہ محترمہ حسین بانو صاحبہ سے آپ کی شادی ہوئی. اللہ نے آپ کو چار بیٹوں اور چار بیٹیوں سے نوازا جن کے نام ذیل میں تحریر کیے گئے ہیں:

☆ سجادہ نشین صاحب زادہ صوفی محمد محبّ علی شاہ (۱۳ جولائی ۱۹۸۰ – ۲۱ فروری ۲۰۱۷ء)
☆ صوفی محمد مجیب علی شاہ (پ: ۱۱ جون ۱۹۸۲ء، حال مقیم: قاسم پور کالونی/ملتان)
☆ صاحب زادہ محمد منظور علی شاہ (پ: ۱۹۸۵ء، حال مقیم: قاسم پور کالونی/ملتان)
☆ صاحب زادہ محمد محمود علی شاہ (پ: ۱۹۸۷ء، حال مقیم: قاسم پور کالونی/ملتان)
☆ ارم پیرزادی صاحبہ (مرحومہ)
☆ سائرہ بانو پیرزادی صاحبہ (زوجہ صوفی محمد سرفراز علی شاہ محبوبی)
☆ آرزو پیرزادی صاحبہ (زوجہ جناب محمد شیراز محبوبی)
☆ رِدا پیرزادی صاحبہ (زوجہ جناب محمد شعبان)

حیدرآباد (سندھ) میں قیام کے دوران آپ کی ملاقات جناب حفیظ میاں سے ہوئی، جو حضرت خواجہ صوفی محمد یعقوب علی شاہ (۱۹۱۰-۲۶ دسمبر ۱۹۷۴ء، مدفون: حسن مجتبیٰ ٹاؤن، رفاہِ عام روڈ، ملیر ھالٹ/کراچی) کے خلیفہ تھے. انھوں نے آپ کی مزید تربیت فرمائی اور ۱۹۵۰ء میں جب آپ کے شیخ طریقت حیدرآباد تشریف لائے تو سرکار حضرت خواجہ صوفی محمد یعقوب علی شاہ کے دست حق پر بیعت ہو گئے.

۱۹۵۴ء میں آپ کو اپنے والد گرامی کی جانب سے سلسلہ نقش بندیہ مجددیہ کی خلافت عطا ہوئی، یہی سبب ہے کہ اپنے والد گرامی کے حسب حکم آپ نے ۱۹۶۰ء میں ہی بیعت لینے کا آغاز فرما دیا. آپ کے پہلے مرید محمد شیر علی تھے، جن کا تعلق سکھر (سندھ) سے تھا. ابتدا میں آپ وابستگان کو سلسلہ نقش بندیہ مجددیہ میں بیعت فرماتے تھے لیکن ۱۹۷۰ء میں جب آپ کو حضرت خواجہ صوفی محمد یعقوب علی شاہ صاحب کی طرف سے سلسلہ قادریہ سہروردیہ میں خلافت و اجازتِ بیعت عطا ہوئی تو ساتھ ہی انھوں نے یہ حکم فرمایا کہ آیندہ آپ ہمارے سلسلے میں لوگوں سے بیعت لیں گے. ۱۹۷۰ء سے ۱۹۷۳ء تک آپ اپنے شیخ طریقت کے حکم کی تعمیل میں سلسلہ عالیہ کی تعلیمات و افکار کی اشاعت میں مصروف عمل رہے. ۱۹۷۳ء میں آپ کے مرشد طریقت نے حکم فرمایا کہ آیندہ آپ ہمارے برادرِ خرد خواجہ صوفی محمد ایوب علی شاہ صاحب (۱۹۲۸ - ۲۵ ستمبر ۱۹۹۲ء) کے

نام پہ لوگوں سے بیعت لیں گے اور ان کا نام بھی اپنے شجرے میں اپنے اور ہمارے نام کے درمیان شامل کریں گے. تب سے آپ اپنے شیخ طریقت کے حکم کی تعمیل میں دن رات مصروف عمل رہے. آپ نے جادۂ تسلیم و رضا پہ چلتے ہوئے اپنے شیخ طریقت کے حکم کی تعمیل میں شمہ بھر کوتاہی نہیں برتی اور نہ ہی کبھی آپ کے حاشیہ خیال میں یہ الجھن در آئی کہ آپ کے مرشد طریقت کے اس حکم کی مصلحت کیا ہے، بل کہ آپ کا اس بات پر کامل اعتقاد رہا:

حکمِ مرشد حکمِ خدا ہے جس نے مانا وہ سچا ہے

(پرنم الہ آبادی)

۱۹۷۴ء میں آپ کے والد گرامی کے پیر بھائی حافظ نصر الدین جلیسری نے بھی آپ کو اعزازاً سلسلہ نقش بندیہ مجددیہ کی خلافت سے سرفراز فرمایا. آپ کا فرمان ہے کہ سلسلہ نقش بندیہ کی خلافت کی وجہ سے ہم اپنے نام کے ساتھ ''لعل شاہ'' کا اضافہ کرتے ہیں. اسی لیے آپ کا نام خواجہ صوفی محمد محبوب علی لعل شاہ صاحب تحریر کیا جاتا ہے. آپ کے مرشد طریقت حضرت خواجہ صوفی محمد یعقوب علی شاہ قدس سرہ العزیز نے آپ کو سلسلہ عالیہ وارثیہ کا احرام بھی عطا کیا تھا جو آستانہ عالیہ پر تبرکات مقدسہ میں محفوظ ہے.

۱۶ فروری ۲۰۱۶ء / ۷ جمادی الاول ۱۴۳۷ھ / ۵ پھاگن ۲۰۷۲ب بہ روز منگل دوپہر ایک بج کر تیس منٹ (۱:۳۰) پر آپ نے اس جہانِ فانی کو خیر باد کہا اور اپنے خالق حقیقی سے جا ملے. اگلے روز صبح گیارہ بجے آپ کی نماز جنازہ صوفی محمد رضا شاہ نقیبی صاحب نے پڑھائی. بعد ازاں آپ کے فرمان کے مطابق، والد گرامی کے پہلو میں بہ مقام آستانہ عالیہ محبوبیہ (چک نمبر L-46/15، نزد برلب نہر، میاں چنوں) میں آپ کی تدفین کی گئی. آپ نے اپنی زندگی میں ہی اپنے صاحب زادے صوفی محمد محبّ علی شاہ محبوبی کو اپنا سجادہ نشین نامزد فرما دیا تھا، جو آپ کے ظاہری وصال کے بعد سجادہ نشینی کے فرائض سر انجام دیتے رہے.(۳)

ولادت وابتدائی تعلیم

صاحب زادہ صوفی محمد محبّ علی شاہ محبوبی ۱۳ جولائی ۱۹۸۰ء بہ روز اتوار پاکستان کے معروف تاریخی شہر ملتان میں پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم ملتان ہی میں حاصل کی اور نویں جماعت کا امتحان پاس کرنے کے بعد دینی تعلیم دارالعلوم غوثیہ (میاں چنوں) سے حاصل کی.

کسبِ معاش، شادی واولاد

کسب معاش کی خاطر شروع میں دریاں بنانے کا کام کیا، بعد ازاں بستی ملوک (ضلع: ملتان) تشریف لے گئے اور یہاں تقریباً ۲ سال تک ایک ٹیکسٹائل مل میں کام کرتے رہے. پھر دوبارہ ملتان تشریف

لائے اور یہاں رکشہ چلا کر رزقِ حلال کے لیے کوشاں ہو گئے .میاں چنوں (ضلع: خانیوال) میں مستقل سکونت کے بعد کچھ عرصہ زونگ (Zong) میں بہ طور سیلز ریٹیل آفیسر کام کیا اور ۲۰۱۳ء کے بعد معروف کمپنی بائیو اسٹیٹ آئل کے نمائندے کی حیثیت سے بھی اپنے فرائض سرانجام دیتے رہے۔

۲ مارچ ۲۰۰۳ء کو محمد شریف صاحب کی صاحب زادی (محترمہ ارم صاحبہ) سے آپ کی شادی ہوئی .اللہ تعالیٰ نے آپ کو چار صاحب زادوں اور ایک صاحب زادی سے نوازا .جن کے نام بہ لحاظ ولادت ذیل میں تحریر کیے جاتے ہیں:

۱۔ سجادہ نشین صاحب زادہ محمد مدثر علی شاہ معروف بہ خواجہ صاحب

۲۔ صاحب زادہ محمد مبشر علی شاہ معروف بہ قطب صاحب

۳۔ ماہ نور پیر زادی

۴۔ صاحب زادہ عبد الصمد علی شاہ

۵۔ صاحب زادہ محمد مبین علی شاہ

بیعت، خلافت و سجادہ نشینی

۱۹۹۷ء میں بہ مقام رینالہ خرد (ضلع: اوکاڑہ) اپنے والد گرامی حضرت خواجہ حاجی صوفی محمد محبوب علی شاہ صاحب کے دامن اقدس سے وابستہ ہوئے اور ۲۰۰۴ء میں بہ مقام میاں چنوں آپ کو خلافت سے سرفراز فرمایا گیا .۲۰۰۷ء میں میاں چنوں تشریف لے آئے ،لیکن کچھ نجی مصروفیات کی بنا پر ۲۰۰۹ء میں واپس ملتان جانا پڑا اور چار سال بعد ۲۰۱۳ء میں مستقل طور پر میاں چنوں تشریف لا کر تا دمِ آخر یہیں جلوہ افروز رہے .آپ کے والد گرامی نے اپنی حیات ہی میں آپ کو اپنا سجادہ نشین نامزد فرما دیا تھا اور آپ درگاہ ایوبیہ محبوبیہ (میاں چنوں) کے سجادہ نشینِ اوّل ہیں.

کئی دیگر سلاسلِ طریقت اور بالخصوص جہاں گیری مشائخ میں صدیوں سے یہ روایت چلی آ رہی ہے کہ مرید کو خلافت سے سرفراز فرمانے کے بعد اس کے نام سے ایک شعر بھی عطا فرماتے ہیں جو اس خلیفہ کے شجرہ طریقت میں تحریر کیا جاتا ہے اور بعد ازاں خلیفہ اپنے حلقۂ ارادت میں آنے والوں کو وہ شجرہ بہ وقتِ بیعت عطا کرتا ہے .سرکار کے حسبِ حکم صوفی محمد سعید الزماں محبوبی صاحب نے تمام خلفا کے لیے مختلف اشعار تحریر فرمائے ،جن میں سے صاحب زادہ صاحب کو عطا کیا جانے والا شعر ذیل میں تحریر کیا گیا ہے:

ہیں کریم ابنِ کریم ، جن کا دل بیت الحرم
حضرت محبّ علی شاہ حق نما کے واسطے

بعد از بیعت شیخ طریقت کی اہم ہدایات

اپنی بیعت کا واقعہ بیان کرتے ہوئے آپ نے بتایا کہ سرکار (خواجہ صوفی محمد محبوب علی شاہ) نے مجھے بیعت کرنے کے بعد ارشاد فرمایا کہ پہلے ہم صرف تمہارے والد تھے اب مرشد بھی ہیں. کبھی بھی بہ طور والد ہم سے کسی قسم کی رعایت، نرمی یا چھوٹ کی اُمید نہ رکھنا. جو حکم سب مریدین کے لیے ہے وہی تمہارے لیے، جو اصول ان کے لیے ہیں ان کے پابندی اسی طرح تم پر بھی لازم ہے. جو کھانا انہیں ملے گا وہی تمہارے لیے بھی ہوگا. آپ فرماتے ہیں کہ حتی الامکان ہمیشہ میری کوشش رہی کہ کبھی سرکار کو شکایت کا موقع نہ دوں. اگر کبھی کوئی کوتاہی ہو بھی جاتی تو فوراً معافی مانگ لیتا اور حضور بھی شفقت فرما دیتے تھے.(۴)

شجرہِ طریقت

جیسا کہ سلسلہ عالیہ جہاں گیریہ کی مختصر تاریخ میں اس روحانی سلسلے کا ''سہروردیہ غزنویہ سے جہاں گیریہ'' تک کا سفر تحریر کیا جا چکا ہے جس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ یہ سلسلہ دراصل سہروردیہ سلسلے کی ذیلی شاخ ہے. یہی وجہ ہے کہ اس سلسلے کے مشائخ میں اب تک رائج شجرہ بھی وہی ہے جو شیخ الاسلام سید نورالدین مبارک غزنوی سے ہوتا ہوا شیخ الشیوخ حضرت شیخ شہاب الدین عمر سہروردی تک منتہی ہے. چوں کہ مشائخ کو دیگر سلاسل میں بھی بیعت لینے کی اجازت حاصل تھی اور ہے اسی لیے دیگر سلاسل کا نام بھی ساتھ لکھا جاتا ہے. تیرہ ویں صدی ہجری کے بعد مشائخ کے اسمائے گرامی کے ساتھ صرف ''قادری چشتی ابوالعلائی جہاں گیری'' لکھا جانے لگا جو غالباً تمام سلاسل و نسبت روحانی کے مخفف کے طور پر لکھا جاتا ہے. اسی سلسلے کے کئی مشائخ ''چشتی'' اور بعض ''ابوالعلائی'' کہلاتے ہیں لیکن تمام شیوخ کے ہاں ایک ہی شجرہ طریقت رائج ہے جسے ذیل میں نقل کیا گیا ہے.(۵)

سلسلہ عالیہ قادریہ سہروردیہ (نقش بندیہ، چشتیہ، ابوالعلائیہ، جہانگیریہ، حسنیہ، یعقوبیہ، ایوبیہ، محبوبیہ)



حضرت خواجہ صوفی محمد محبّ علی شاہ رحمتہ اللہ علیہ

حضرت خواجہ حاجی صوفی محمد محبوب علی شاہ رحمتہ اللہ علیہ

حضرت خواجہ صوفی محمد ایوب علی شاہ رحمتہ اللہ علیہ

حضرت خواجہ صوفی محمد یعقوب علی شاہ رحمتہ اللہ علیہ

سلطان الاولیا حضرت خواجہ صوفی محمد حسن شاہ رحمتہ اللہ علیہ

حاجی الحرمین الشریفین حضرت خواجہ شاہ محمد عنایت حسن خاں رحمۃ اللہ علیہ

حضرت خواجہ شاہ محمد نبی رضا شاہ معروف بہ دادا میاں وملقب بہ اسد جہانگیری

فخر العارفین حضرت شاہ محمد عبد الحیٔ جہانگیری رحمۃ اللہ علیہ

شیخ العارفین حضرت شاہ محمد مخلص الرحمان ملقب بہ جہانگیر شاہ رحمۃ اللہ علیہ

حضرت شاہ امداد علی بھاگل پوری رحمۃ اللہ علیہ

حضرت شاہ محمد مہدی فاروقی رحمۃ اللہ علیہ

حضرت مخدوم حکیم مظہر حسین شاہ بن حکیم فرحت اللہ شاہ فاروقی رحمۃ اللہ علیہ

حضرت مخدوم حکیم فرحت اللہ شاہ فاروقی مخاطب بہ حسن دوست کریم چکی رحمۃ اللہ علیہ

حضرت مخدوم شاہ حسن علی رحمۃ اللہ علیہ

حضرت مخدوم شاہ محمد منعم بن امان بن عبد الکریم بن عبد النعیم فاروقی رحمۃ اللہ علیہ

حضرت میر سید خلیل الدین بن ابوسعید دیوان سید محمد جعفر الحسینی رحمۃ اللہ علیہ

حضرت ابوسعید دیوان سید محمد جعفر القطبی بن میر سید اہل اللہ الحسینی رحمۃ اللہ علیہ

حضرت میر سید اہل اللہ الحسینی معروف بہ سید مبارک حسینی رحمۃ اللہ علیہ

حضرت میر سید نظام الدین الحسینی رحمۃ اللہ علیہ

حضرت میر سید تقی الدین بن سید نصیر الدین الحسنی رحمۃ اللہ علیہ

حضرت میر سید نصیر الدین بن سید منیر الدین محمود الحسنی رحمۃ اللہ علیہ

حضرت میر سید منیر الدین محمود بن میر سید فضل اللہ معروف بہ سید گسائیں رحمۃ اللہ علیہ

حضرت میر سید فضل اللہ بن نصیر الدین الحسنی معروف بہ سید گسائیں رحمۃ اللہ علیہ

حضرت شاہ قطب الدین فاروقی بینائے دل قلندر سرانداز غوثی رحمۃ اللہ علیہ

حضرت میر سید نجم الدین غوث الدہر قلندر رحمۃ اللہ علیہ

حضرت میر سید نظام الدین رحمۃ اللہ علیہ

شیخ الاسلام حضرت میر سید نورالدین مبارک غزنوی معروف بہ میر دہلی رحمۃ اللہ علیہ

حضرت شیخ الشیوخ شہاب الدین ابوحفص عمر بن محمد سہروردی رحمۃ اللہ علیہ

حضرت غوث الثقلین محی الدین شیخ عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ

حضرت ابوسعید مبارک المخزمی رحمۃ اللہ علیہ

حضرت ابوالحسن علی الھکاری الغزنوی رحمۃ اللہ علیہ

حضرت ابو یوسف طرطوسی رحمتہ اللہ علیہ
حضرت شیخ عبدالعزیز یمنی رحمتہ اللہ علیہ
حضرت شیخ رحیم الدین عیاض رحمتہ اللہ علیہ
حضرت شیخ ابوبکر شبلی رحمتہ اللہ علیہ
حضرت سید الطائفہ شیخ جنید بغدادی رحمتہ اللہ علیہ
حضرت سری سقطی رحمتہ اللہ علیہ
حضرت شیخ معروف کرخی رحمتہ اللہ علیہ
حضرت سیدنا امام علی ابن موسیٰ رضا رضی اللہ عنہ
حضرت سیدنا امام موسیٰ کاظم رضی اللہ عنہ
حضرت سیدنا امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ
حضرت سیدنا امام محمد باقر رضی اللہ عنہ
حضرت سید الساجدین امام زین العابدین رضی اللہ عنہ
سید الشہدا حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ
اسد اللہ حضرت سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ
سید المرسلین شفیع المذنبین حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

آغاز بیعت

مرشد طریقت کی جانب سے ۲۰۰۴ء میں آپ کو خلافت و اجازت سے سرفراز فرما دیا گیا تھا لیکن والد و شیخ طریقت کی ظاہری حیات میں آپ نے کبھی کسی کو بیعت نہیں فرمایا، اگر کوئی آپ سے بیعت ہونے کی خواہش ظاہر کرتا بھی تو اسے اپنے شیخ طریقت کی بارگاہ میں پیش کر دیتے. مرشد پاک کے ظاہری وصال کے بعد ۲۰۱۶ء میں آپ نے بیعت لینے کا آغاز کیا اور مشائخ عظام کی تعلیمات و افکار کے ابلاغ میں شب و روز مصروفِ عمل رہے. کسے معلوم تھا کہ یہ آپ کی ظاہری حیاتِ مبارکہ کا آخری سال ہے البتہ اس ایک سال میں کئی خواتین و حضرات آپ کے دستِ مبارک پر بیعت سے مشرف ہوئے.

ذوقِ سماع

ایک مسلمان و صوفی گھرانے میں پیدا ہونے کی وجہ سے آپ بچپن سے سماع سنتے آئے اور شروع سے آدابِ سماع کے متعلق تربیت حاصل ہوئی۔ یہی وجہ تھی کہ آپ سماع کا بہت اعلا ذوق رکھتے تھے. دوران سماع اگر قوال کوئی اچھا کلام پڑھتا، یا کبھی آپ پر وجدانی کیفیت طاری ہوتی تو قوال کو تحفے میں کچھ نہ کچھ

ضرور مل جاتا تھا.آپ کے شعری ذوق کا اندازہ اس بات سے بہ خوبی لگایا جاسکتا ہے کہ اگر قوال کوئی مصرع غلط پڑھ دیتا یا بھول جاتا تو فوراً اسے درست مصرع بتا دیتے .حسبِ روایت سماع کا آغاز ہمیشہ قول (من کنت مولا فھذا علی مولا) سے کرواتے تھے.شاہ نیاز احمد بریلوی (۷اگست ۱۷۴۲-۱۹اکتوبر ۱۸۳۴ء، مدفون: خانقاہِ نیازیہ، بریلی/ بھارت) سے منسوب یہ معروف کلام آپ کو بہت پسند تھا:

ہم کو یاں در در پھرایا یار نے
لامکاں میں گھر بنایا یار نے

دورانِ سماع اکثر یہ کلام پڑھوایا کرتے تھے.

شیخ طریقت سے عقیدت ومحبت

ہر مرید صادق کی اپنے شیخ سے خاص عقیدت ومحبت ہوتی ہے، جسے مرید کی گفت گو اور اتباعِ شیخ سے محسوس کیا جاسکتا ہے.آپ کو بھی اپنے والد ومرشد سے بے پناہ عقیدت ومحبت تھی.اکثر بہ خوشی فرماتے کہ دیکھو ہم پر اللہ کا کتنا کرم ہے کہ ایک ہی روپ میں والد اور مرشد دونوں مل گئے. یوں تو آپ کی پیدایش کے بعد ہی آپ کی سجادہ نشینی کا اعلان ہو چکا تھا لیکن باقاعدہ اعلان کے بعد آپ عاجزی سے کہا کرتے تھے کہ سرکار نے ذمہ داری تو مجھ پر ڈال دی ہے اب ان ہی سے گزارش ہے کہ اسے صحیح طور پر نبھانے کی بھی توفیق عطا فرمائیں.آپ نے ہمیشہ اتباعِ شیخ اور فرماں برداری میں زندگی بسر کی اور کوئی ایسا کام نہیں کیا جو سرکار کی ناراضگی کا سبب بنے.اس حوالے سے دیگر تفصیلات اور چند چشم دید واقعات اگلے صفحات پر تحریر کیے گئے ہیں.

اندازِ تربیت

جب بھی کوئی مرید یا عقیدت مند آپ کے پاس آتا تو اس کی تربیت کے لیے آپ کچھ نہ کچھ ارشاد فرمادیا کرتے تھے،خاص طور پر محافلِ ذکر وسماع،سالانہ اعراس یا کسی موقعے پر اگر چند احباب اکٹھے ہو جاتے تو ان کی فلاح کے لیے اپنے ملفوظات سے نوازا کرتے تھے .اکثر اوقات اگر سلسلۂ عالیہ کے کوئی دوسرے بزرگ یا آپ کے والد گرامی کے کوئی خلیفہ تشریف فرما ہوتے تو ان سے فرماتے تھے کہ آپ بھی ان کی تربیت کے لیے کچھ ارشاد فرمائیں.اس کے علاوہ بھی گاہے بہ گاہے جہاں کہیں ضروری سمجھتے تو فوراً اصلاح فرمادیا کرتے تھے.اگر کوئی اپنی غلطی پر شرمندہ ہوتا تو فرماتے: ''غلطی اسی لیے ہوتی ہے تاکہ درستی ہو سکے، اپنا محاسبہ کرتے ہوئے اصلاح کا عمل جاری رکھیں.یہ بھی اللہ کے انعامات میں سے ایک انعام ہے''.

خصایص

حضرت بابا بلھے شاہ صاحب کے معروف کلام ''رانجھا رانجھا کردی، نی میں آپے رانجھا ہوئی'' کے

مصداق آپ اپنے والد و مرشد کا مظہر تھے. ان کی صحبت اور تربیت میں رہ کر آپ کی ذاتِ گرامی میں بھی وہ تمام خصایص و فضائل سرایت کر چکے تھے جو ان کی ذاتِ اقدس میں موجود تھے. آپ کا انداز، چال ڈھال، گفتگو، اخلاق ہو بہ ہو سرکار جیسا ہی تھا. چند خصایص ذیل میں تحریر کیے گئے ہیں

☆ سالانہ اعراس کی تیاریوں میں ہر جگہ دیکھ بھال کرتے، تمام انتظامات کی نگرانی خود فرماتے.

☆ شریعت و طریقت کی گفت گو انتہائی محتاط انداز میں فرماتے، اگر محفل میں کوئی مفتی یا عالم صاحب موجود ہوتے تو بہ طور تصدیق ان سے پوچھتے کہ کیا ہم نے درست کہا؟

☆ دوران محفل دیگر سلاسل کے صوفیہ، علما اور حفاظ کرام کو خاص اپنے ساتھ جگہ دیتے.

☆ جس کے ہاں بھی جاتے، کسی پر بوجھ نہ بنتے تھے. کھانے پینے میں زیادہ اہتمام کے قایل نہ تھے.

☆ درگاہ اور سلسلے سے متعلق کوئی بھی فیصلہ کرنے سے پہلے اکابر پیر بھائیوں اور خلفائے کرام سے مشورہ ضرور کرتے.

☆ اکثر اوقات آنے والے مریدین اور عقیدت مندوں کے لیے اپنے ہاتھ سے کھانا پکا کر انھیں کھلاتے اور بعض اوقات تو خود انہیں لینے کے لیے بس اڈّے یا ریلوے اسٹیشن تشریف لے جاتے تھے.

☆ ملاقات کے لیے آنے والوں کو کبھی انتظار نہ کرواتے، اکثر تو خود پہلے سے ہی دروازے پر منتظر کھڑے ہوتے اور مہمانوں کو رخصت کرنے باہر تک تشریف لاتے تھے.

ارشادات

☆ سرکار نے ہمیں کبھی کسی کے پاس جانے سے نہیں روکا ہمیشہ فرماتے کہ جہاں سے کام کی بات ملے فوراً لے لو.

☆ گفت گو کے دوران ادب و اخلاق کو ملحوظ رکھنا چاہیے. اس میں کسی چھوٹے یا بڑے کی تفریق نہیں.

☆ مرشدِ کامل کا حکم دراصل اللہ و رسول (ﷺ) کا ہی حکم ہے اس کی بجا آوری میں دیر نہیں کرنی چاہیے.

☆ انسان کو ہمیشہ طالب علم ہی رہنا چاہیے، استاد بنے گا تو خرابی پیدا ہوگی اور سیکھنے کا عمل رک جائے گا.

☆ چاہے سفر میں ہو یا گھر میں ہر حال میں اور ہر وقت نماز کی پابندی کرو.

☆ یہ راہِ سلوک تو صرف اور صرف ادب کا راستا ہے. جو جتنا مؤدب ہوگا، اتنا ہی فیض پائے گا.

☆ اپنے والدین کو راضی رکھو کہ مرشد اول تو وہی ہیں.

☆ جہاں بھی جاؤ اپنے مرشد کا تصور ہی دل میں لے کر جاؤ. جب تم کسی کو اپنا سمجھو گے تو وہ بھی تمہیں اپنا سمجھ کر نوازشات فرمائیں گے.

☆ دل میں ہر وقت اللہ کی یاد موجود رہنی چاہیے ورنہ یہ دل کسی کام کا نہیں.

☆ طریقت میں شکوہ و شکایت بہت نقصان دہ ہے بلکہ زہر ہے. اس سے پرہیز بہتر ہے.

☆ جس کسی کی محفل میں جاؤ، وہاں ان ہی کے آداب کو ملحوظ رکھو. مہمان بن کر جاؤ، پیر بن کر نہیں.

وصال

حضرت خواجہ صوفی محمد محبوب علی شاہ (قدس اللہ سرہ العزیز) کے حسب حکم ہر سال اسلام آباد میں ۱۸ جمادی الاول کو حضرت سیدنا امام جعفر صادق (رضی اللہ عنہ) کا سالانہ عرس مبارک (زیرِ انتظام: راقم کے والد گرامی صوفی محمد شبیر علی شاہ محبوبی) اور راول پنڈی میں ۲۰ جمادی الاول کو حضرت سید شاہ نجم الدین غوث الدہر قلندر (رحمتہ اللہ علیہ) کا سالانہ عرس مبارک (زیرِ انتظام: صوفی محمد الیاس علی شاہ محبوبی) منایا جاتا ہے جب کہ ۲۱ جمادی الاول کو محترم محمد طارق محبوبی صاحب کے گھر واہ کینٹ (تحصیل: ٹیکسلا) میں محفلِ ذکر وفکر کا انعقاد کیا جاتا ہے. یہ اعراس و محفل سرکار کی زیرِ قیادت اور ان کے بعد صاحب زادہ صاحب کی زیرِ صدارت منائے جاتے ہیں. آپ انہی میں شرکت کے لیے ۱۶ فروری ۲۰۱۷ء کو اسلام آباد میں راقم کے گھر جلوہ افروز ہوئے. الحمدللہ تمام محافل حسب سابق عقیدت و احترام سے منعقد کی گئیں البتہ انتظامات میں کچھ کوتاہیوں کے سبب صاحب زادہ صاحب نے خفگی کا اظہار بھی فرمایا.

۱۹ فروری ۲۰۱۷ء/ ۲۱ جمادی الاول ۱۴۳۸ھ کو واہ کینٹ میں محفل ذکر کے بعد واپسی پر سب گھر والوں کو گھر چھوڑا اور پھر محترم محمد سلمان محبوبی صاحب (حال مقیم: اسلام آباد) کی گاڑی میں صاحب زادہ صاحب اور راقم راول پنڈی کی جانب صوفی محمد الیاس صاحب کو چھوڑنے ان کے گھر روانہ ہوئے. اس وقت گاڑی میں صرف صاحب زادہ صاحب، سلمان بھائی، صوفی الیاس صاحب اور راقم موجود تھے. اچانک صاحب زادہ صاحب نے صوفی الیاس صاحب کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا: الیاس بھائی! آیندہ سال ہم محفل میں نہیں آئیں گے. اچانک اور اتنی بڑی بات ہم تینوں پیر بھائیوں کو پریشان کرگئی. ہمیں محسوس ہوا کہ شاید محافل میں کچھ کوتاہیوں کے سبب صاحب زادہ صاحب تنبیہ کرتے ہوئے ایسا ارشاد فرما رہے ہیں کہ اگر یہی حال رہا تو آیندہ ہم نہیں آئیں گے لیکن ہمیں کیا معلوم تھا کہ وہ واقعی نہیں آئیں گے.

اس سال پہلی بار ۲۲ جمادی الاول ۱۴۳۹ھ (۲۰ فروری ۲۰۱۷ء) بہ روز منگل فیصل آباد میں آپ کے ایک مرید کے گھر آپ ہی کی زیرِ صدارت محفلِ ذکر وفکر کا انعقاد ہونا تھا. محترم راجہ ماجد حسین محبوبی (حال مقیم: چھٹہ بختاور، اسلام آباد) اور راقم نے فیض آباد سے سکائی ویز بس سروس پر صاحب زادہ صاحب کو دن ایک بجے فیصل آباد کے لیے روانہ کیا. تقریباً شام ساڑھے پانچ بجے راقم کا آپ سے ٹیلی فون رابطہ ہوا تو آپ نے اطلاع دی کہ ہم بہ خیر و عافیت فیصل آباد پہنچ گئے ہیں. میاں چنوں سے بھی کچھ پیر بھائی فیصل آباد تشریف لا رہے ہیں، ان شاء اللہ محفل سے فارغ ہونے کے بعد ان کے ساتھ آج رات ہی واپس میاں چنوں کے لیے روانہ ہو جائیں گے. صاحب زادہ صاحب کی حیاتِ مبارکہ کی یہ آخری محفل تھی.

اگلے روز صبح تقریباً چھ بجے محترم محمد قمر صدیقی محبوبی (حال مقیم: میاں چنوں) کا راقم کو فون آیا اور انہوں نے یہ افسوس ناک خبر سنائی کہ فیصل آباد سے میاں چنوں آتے ہوئے بہ مقام رجانہ (نزد کمالیہ) صاحب زادہ صاحب کی گاڑی کا ایکسی ڈنٹ ہو گیا ہے، جس میں صاحب زادہ صاحب اور ہمارے پیر بھائی محمد فاروق صدیق محبوبی وصال فرما گئے ہیں جب کہ محترم رانا رضوان صاحب اور محترم شبیر صاحب شدید زخمی ہیں. گذشتہ چھ روز مسلسل صاحب زادہ صاحب کے ساتھ گزر رہے تھے اچانک خبر سن کر تو بالکل یقین ہی نہیں آیا فوراً صوفی محمد سعید الزماں محبوبی (حال مقیم: میاں چنوں) اور صوفی محمد سرفراز علی شاہ محبوبی (حال مقیم: قصبہ گجرات، ضلع: مظفر گڑھ) کو فون کر کے اس اطلاع کی تصدیق کی. اس کے بعد دیگر پیر بھائیوں کو بھی یہ افسوس ناک خبر سنائی اور ہم سب گھر والے محترم سلمان بھائی اور ان کے برادرِ اکبر محمد اویس حمید صاحب کے ہم راہ ان کی گاڑی میں میاں چنوں کے لیے روانہ ہو گئے.

۲۱ فروری ۲۰۱۷ء کو بعد نمازِ عصر آپ کی نمازِ جنازہ قریبی مسجد کے امام صاحب نے پڑھائی. بعد ازاں درگاہ ایوبیہ محبوبیہ (چک نمبر 46/15-L، نزد برلب نہر، میاں چنوں) میں آپ کی تدفین کی گئی. آپ کے جسمِ اطہر کو غسل دینے کی سعادت صوفی محمد سرفراز علی شاہ، محمد قمر صدیقی، محمد کامران، صاحب زادہ محمود علی شاہ اور عباس صاحب نے حاصل کی جب کہ صاحب زادہ منظور علی شاہ، محمد قمر صدیقی، عباس صاحب اور محترم خادم حسین نقیبی صاحب نے آپ کے جسمِ اطہر کو لحد میں اتارا.

۲۲ فروری ۲۰۱۷ء کے اخبارات (روز نامہ ایکسپریس/ اسلام آباد اور روز نامہ پرواز/ فیصل آباد) میں بھی اس کار حادثے کے متعلق خبریں شایع ہوئیں. کار میں کل چار افراد سوار تھے جن میں سے دو موقع پر وصال فرما گئے اور دو پیر بھائی زخمی تھے. ۲ مارچ ۲۰۱۷ء کو اطلاع ملی کہ محترم رانا رضوان محبوبی صاحب بھی وصال فرما گئے ہیں. اللہ مرحومین کی مغفرت فرمائے اور محترم شبیر بھائی کو جلد صحت یابی و تن درستی عطا فرمائے. اس کار حادثے کے بعد محترم شبیر بھائی کئی ماہ تک قومہ کی حالت میں رہے اور اب انہیں ہوش تو آ گیا ہے لیکن سر پر گہری چوٹ لگنے کی وجہ سے تا حال بول چال اور چلنے پھرنے سے قاصر ہیں.

سجادہ نشین

آپ کے والد و مرشدِ طریقت خواجہ حاجی صوفی محمد محبوب علی شاہ (قدس اللہ سرہ العزیز) نے اپنی حیات مبارکہ ہی میں آپ کی اور آپ کے بعد ہونے والے سجادہ نشین کی نامزدگی فرما دی تھی. سرکار نے آپ کے بڑے صاحب زادے محمد مدثر علی شاہ محبوبی کو آپ کا سجادہ نشین نام زد کر کے ''خواجہ صاحب'' کا لقب بھی عطا فرمایا.

راقم کے پاس مکمل وڈیو موجود ہے جس میں سرکار نے خواجہ صاحب کی سجادہ نشینی کا اعلان فرمایا تھا. واقعہ کچھ یوں ہے کہ ۲۰۰۵ء میں سالانہ عرس مبارک (۱۲، ۱۳ شعبان) کے موقع پر سرکار اپنے والد گرامی حافظ محمد ایوب علی شاہ صاحب اور صوفی محمد رضا شاہ نقیبی صاحب (حال مقیم: میاں چنوں) کے ہمراہ تشریف فرما تھے کہ اچانک مدثر علی شاہ صاحب تشریف لائے. چچا حضور صوفی محمد رضا شاہ صاحب نے استفسار فرمایا کہ یہ صاحب کون ہیں تو سرکار نے فرمایا: ''یہ خواجہ صاحب ہیں، گدی نشین کے گدی نشین''. سرکار کے اسی فرمان کے مطابق صاحب زادہ صاحب کے وصال کے بعد خواجہ صاحب درگاہ عالیہ کے دوسرے سجادہ نشین ہیں لیکن چوں کہ آپ کی ظاہری عمر مبارک ابھی کم ہے اس لیے خلفا اور سرکار کے گھرانے کی باہمی مشاورت سے آپ کے تایا صوفی محمد ناصر علی شاہ محبوبی صاحب کو آپ کا سرپرست بنایا گیا ہے اور ان دِنوں صوفی ناصر صاحب مع اہل وعیال درگاہ عالیہ پر ہی رہائش پذیر ہیں اور تمام گھریلو و درگاہی امور کی نگرانی فرما رہے ہیں.

یہاں اس امر کی وضاحت بھی ضروری ہے کہ اکثر لوگ سجادہ نشینی یا گدی نشینی کو دو الگ مناصب سمجھتے ہیں. کچھ افراد کا کہنا ہے کہ کسی بھی شیخ کی تمام اولاد سجادہ نشین کہلاتی ہے اور جسے شیخ خود نامزد کرے وہ گدی نشین کہلاتا ہے. اس قسم کی کوئی بھی بات یا روایت تا حال راقم کو نہیں مل سکی. میری ذاتی رائے میں ان دونوں کا مفہوم ایک ہی ہے اور شیخ کا سجادہ نشین و گدی نشین وہی ہے جسے وہ اپنے بعد نامزد فرمائے، لہٰذا کسی بھی دوسری اولاد کا سجادہ نشینی کا دعوا درست نہ ہوگا نیز یہ شیخ کی حکم عدولی کے سوا کچھ بھی نہیں. یوں تو تمام خلفا بھی شیخ کے نائبین ہوتے ہیں لیکن سجادہ نشین یا گدی نشین کو یہ تخصص حاصل ہے کہ وہ درگاہ کا مہتمم و منتظم بھی ہوتا ہے. اللہ ہم سب کو ہدایت نصیب فرمائے. آمین

خلفائے کرام

چوں کہ آپ نے اپنے والد گرامی کے ظاہری وصال (۱۶ فروری ۲۰۱۶ء) کے بعد بیعت لینے کا آغاز کیا اس وجہ سے اپنے کسی مرید کو تا وقتِ وصال خلافت سے سرفراز نہیں فرمایا البتہ سرکار اپنی ظاہری حیاتِ مبارکہ میں اپنے تین مریدین کے متعلق ارشاد فرما گئے تھے کہ انہیں سجادہ نشین صاحب خلافت سے سرفراز فرمائیں گے. ان تین صاحبان کے نام ذیل میں تحریر کیے گئے ہیں:

۱۔ صوفی محمد سلمان محبوبی (اسلام آباد) ۲۔ صوفی محمد محمود محبوبی (حیدر آباد)

۳۔ صوفی محمد آصف محبوبی (راول پنڈی)

مذکورہ تینوں حضرات میں سے پہلے دو (یعنی صوفی سلمان صاحب اور صوفی محمود صاحب) کو صاحب زادہ صوفی محمد محبّ علی شاہ صاحب نے ۱۲ دسمبر ۲۰۱۶ء/ ۱۲ ربیع الاول ۱۴۳۸ھ بہ روز پیر بہ مقام درگاہ عالیہ ایوبیہ محبوبیہ خلافت واجازت سے سرفراز فرمایا.

ہم کو یاں در در پھرایا یار نے
صاحب زادہ صوفی محمد محبّ علی شاہ محبوبی صاحب کا پسندیدہ کلام

ہم کو یاں در در پھرایا یار نے — لا مکاں میں گھر بنایا یار نے
آپ اپنے دیکھنے کے واسطے — ہم کو آئینہ بنایا یار نے
اپنے اک ادنیٰ تماشے کے لئے — ہم کو سولی پر چڑھایا یار نے
آپ چھپ کے ہم کو کر کے روبرو — خوب ہی رسوا کرایا یار نے
آپ تو بت بن کے کی جلوہ گری — اور ہمیں کافر بنایا یار نے
سرِّ شانِ بے نیازی کھل گیا — جس طرف رخ کو پھرایا یار نے

منسوب بہ شاہ نیاز احمد بریلوی (۶)

لا مکاں میں گھر بنایا یار نے — ہم کو یاں در در پھرایا یار نے
مر گئے جب ہم تو وہ ظاہر ہوا — دیکھیے کب منہ دکھایا یار نے
بر سرِ بام آکے خود جلوہ کیا — سب کو حیرت میں پھنسایا یار نے
سارا عالم ہو گیا زیرِ حجاب — رُخ سے جب پردہ اُٹھایا یار نے
آپ دیکھا اس نے اپنے آپ کو — ہم کو آئینہ بنایا یار نے
میں تو اس کو ڈھونڈتا ہی رہ گیا — دل میں میرے گھر بنایا یار نے
ایک سرِ مو بھی نہ بگڑیں گے کبھی — ہم کو کچھ ایسا بنایا یار نے
میرے چلنے کی خبر مجھ کو نہ کی — ایسا درپردہ چلایا یار نے
سارا عالم ہوگیا نقش برآب — اپنا جب نقشہ جمایا یار نے
ہوگیا دامن جھٹک کر آپ الگ — خاک میں ہم کو ملایا یار نے
جب تلک ہم تھے نہ پایا یار کو — پھر تو ہم کو بھی نہ پایا یار نے
کفر و دین نظروں سے دونوں گر گئے — ایسا نظروں پر چڑھایا یار نے
کردیا سفلی کو علوی بات میں — مجھ کو وہ نکتہ بتایا یار نے

منشی میر امداد علی علوی (۷)

جام مے وحدت پلایا یار نے　　مجھ کو مستانہ بنایا یار نے
پیتے ہی مجنوں میں تو ہو گیا　　در بدر مجھ کو پھرایا یار نے
مٹ گیا نام و نشاں میرا سبھی　　رخت ہستی کا جلایا یار نے
پھر عجب مجھ کو دیا شانِ عروج　　بندہ سے مولا بنایا یار نے
ماسوائے حق نہیں موجود غیر　　کیا عجب نکتہ بتایا یار نے
بول اُٹھا منصور اناالحق جوش میں　　دار پر اس کو چڑھایا یار نے
آپ ہی ملّا و مفتی مولوی　　آپ ہی جاہل کہایا یار نے
آپ مطرب آپ ساز و آپ راگ　　آپ ہی گایا بجایا یار نے
اے نیازؔ اب تو نہیں لکھتا غزل　　قلم دستِ خود چلایا یار نے

منشی نیاز احمد نیازؔ وزیرآبادی (۸)

.... **حوالہ جات وحواشی** ....

۱. https://en.wikipedia.org/wiki/Muslim_Teli
۲. **سیرتِ محبوب العارفین**، غیر مطبوعہ، ص ۱۱-۱۳
۳. **سیرتِ محبوب العارفین**، غیر مطبوعہ، مختلف صفحات
حسیب احمد محبوبی، **تذکارِ شاہِ محبوب**، نڑالی، مخدومہ امیر جان لائبریری، مارچ ۲۰۱۶ء
۴. محمد محبّ علی شاہ، صاحب زادہ صوفی، **ٹیلی فونک مکالمہ از راقم**، میاں چنوں، ۵ مارچ ۲۰۱۶ء
۵. دیگر شجرات ونسبت روحانی کی تفصیل کے لیے سیرتِ فخر العارفین (حصہ سوم/ اشاعتی کوائف کے لیے اسی کتاب کا ص ۱۰ دیکھیے) اور خطبات جہاں گیری مع شجرات طیبات (مطبوعہ ۲۱ جون ۲۰۰۸ء: دربارِ جہاں گیری، مرزا کھیل) دیکھیے.
۶. شاہ نیاز احمد بریلوی کے پاک و ہند سے مطبوعہ درج ذیل ۱۴ مختلف دواوین دیکھ چکا ہوں لیکن کسی میں بھی یہ کلام نہیں ملا. البتہ تلاش جاری ہے، سردست قیاس کرتے ہوئے منسوب قرار دیا گیا ہے.
　۱. دیوان نیاز، الہ آباد، مطبع گلزار، ۱۲۸۶ھ/ ۱۸۷۰ء
　۲. دیوان نیاز، کان پور، منشی نول کشور، ربیع الاول ۱۲۹۲ھ اپریل ۱۸۷۵ء
　۳. دیوان نیاز، کان پور، منشی نول کشور، نومبر ۱۳۰۴ھ/ ۱۸۸۶ء
　۴. دیوان نیاز، لکھنؤ، مطبع نامی، رجب ۱۳۰۳ھ/ اپریل ۱۸۸۶ء
　۵. دیوان نیاز، لکھنؤ، مطبع نامی، رجب ۱۳۰۵ھ/ مارچ ۱۸۸۸ء

۶. دیوان نیاز، دہلی، مطبع فیض عام، شعبان ۱۳۱۰ھ/ فروری ۱۸۹۳ء
۷. دیوان نیاز بی نیاز، الہ آباد، مطبع انوار احمدی، شوال ۱۳۱۳ھ/ مارچ ۱۸۹۶ء
۸. دیوان نیاز، کان پور، منشی نول کشور، محرم ۱۳۱۵ھ/ جون ۱۸۹۷ء
۹. دیوان نیاز، لکھنؤ، مطبع نامی، شعبان ۱۳۲۱ھ/ نومبر ۱۹۰۳ء
۱۰. دیوان نیاز، لکھنؤ، منشی نول کشور، شعبان ۱۳۴۵ھ/ فروری ۱۹۲۷ء
۱۱. دیوان نیاز بے نیاز، آگرہ، مطبع آگرہ اخبار، جمادی الاول ۱۳۴۸ھ/ ۱۹۳۰ء
۱۲. دیوان نیاز بریلوی، ترتیب وتہذیب مع مقدمہ، ڈاکٹر انوار الحسن، لکھنؤ، راجہ رام کمار بک ڈپو
۱۳. دیوان نیاز بے نیاز، بریلی شریف، شاہ محمد حیدر اطہر میاں نیازی، جمادی الثانی ۱۴۲۵ھ/ جولائی ۲۰۰۴ء
۱۴. دیوان شاہ نیاز، لاہور، سیرت فاؤنڈیشن، ۲۰۰۶ء

مذکورہ دواوین کے علاوہ درج ذیل دو کتب بھی دیکھیں لیکن مقصود حاصل نہیں ہوا.

۱. مسعود حسین نظامی، **حضرت شاہ نیاز بے نیاز بریلوی**، بریلی، نظامی آشرم، ۲۰۱۴ء
۲. کیف نیازی، ڈاکٹر میرزا اختیار حسین، **شاہ نیاز کا فارسی کلام: ترجمہ وتشریحات**، کراچی، خود، ۲۰۰۷ء

راقم نے حضرت شاہ نیاز احمد بریلوی سے منسوب اس کلام کی تحقیق کے دوران دیگر کئی احباب سے بھی تعاون کی درخواست کی اور ایک عریضہ لکھ کر فیس بک پر بھی پوسٹ کر دیا. محمد عبید اللہ خان صاحب (حال مقیم: لاہور) نے رہ نمائی فرمائی کہ یہ کلام منشی میر امداد علی علوی کا ہے اور ان کے دیوان (خمخانۂ ازلی) میں موجود ہے. اس موقع پر برادرِ عزیز ڈاکٹر توصیف خان افتخاری (حال مقیم: دہلی/ بھارت) کا ممنون ہوں کہ انہوں نے مذکورہ دیوان سے کلام بھیج دیا. لیکن حضرت شاہ نیاز سے منسوب اور اس کلام میں مطلع کے علاوہ دیگر تمام اشعار مختلف تھے. اسی طرح ڈاکٹر صاحب نے ایک اور شاعر منشی نیاز احمد وزیر آبادی کا بھی اسی زمین میں لکھا گیا کلام ارسال کیا. ان دونوں کلام کو بھی اس کے ساتھ شامل کیا جا رہا ہے تا کہ محققین تینوں شعراء کا اسلوب دیکھتے ہوئے اس متعلق مزید تحقیق کر سکیں. ان ہر دو حضرات کا ممنون ہوں کہ انھوں نے اس تحقیق میں تعاون فرمایا.

۷. علوی، منشی میر امداد علی، **خمخانۂ ازلی**، ص ۱۳۰-۱۳۱
۸. نیاز وزیر آبادی، منشی نیاز احمد، **کلامِ نیاز عرف نالۂ فراق**، لاہور، تاجران کتب کشمیری بازار، ۱۳۳۶ھ، ص ۷

ملفوظات

جس طرح رسالت مآب (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے ارشادات عرف میں احادیث کہلائے، ایسے ہی صوفیہ کرام کے ارشادات کو ملفوظات کے نام سے موسوم کیا گیا. ملفوظات کسی استاد طریقت کی ایسی برجستہ گفت گو ہے جس کے لیے نہ تو پیشگی تیاری کی جاتی ہے اور نہ ہی موضوعات پہلے سے طے شدہ ہوتے ہیں کہ شیخ ان کی مناسبت سے کچھ کتب دیکھ لے. شیخ، حاضرین کی ذہنی استعداد یا ان کی روحانی کیفیات کے تناظر میں برجستہ کلام کرتا ہے. گفتگو کا بنیادی مقصد مریدین و وابستگان کی تربیت و رہ نمائی ہوتا ہے. یہی وجہ ہے کہ محض حافظے پہ اعتماد کی وجہ سے بعض اوقات ملفوظات میں ایسے واقعات بھی در آتے ہیں جو تاریخی اعتبار سے درست نہیں ہوتے. ایک صوفی، اتالیق تو یقیناً ہوتا ہے لیکن یہ ضروری نہیں کہ وہ محقق بھی ہو کیوں کہ صوفی استاد کا مقصود کسی الجھاؤ کی عقدہ کشائی ہوتا ہے.

صاحب زادہ صوفی محمد محبّ علی شاہ محبوبی صاحب کے ساتھ تقریباً تیرہ (۱۳) سال (۲۰۰۴-۲۰۱۷ء) تک وابستگی رہی. اکثر و بیشتر درگاہ پر حاضری کے دوران آپ سے ملاقاتیں ہوتی رہیں اور جب کبھی آپ سالانہ اعراس کے موقع پر اسلام آباد/ راول پنڈی کا دورہ فرماتے تو اس دوران بھی آپ کی صحبت سے فیض یاب ہونے کا موقع ملتا تھا. بالخصوص مرشد پاک حضرت خواجہ صوفی محمد محبوب علی شاہ (قدس اللہ سرہ العزیز) کی ظاہری حیاتِ مبارکہ کے آخری چند برسوں میں صاحب زادہ صاحب سے نہایت قریبی تعلق پیدا ہو گیا. کیوں کہ سرکار بہت کم گفت گو فرماتے تھے لہذا اکثر صاحب زادہ صاحب سے ہی رابطہ کر کے حضور کی خیر و عافیت دریافت کر لی جاتی تھی. کئی ایک بار صاحب زادہ صاحب کے ساتھ مختلف شہروں کا سفر کرنے کا موقع بھی میسر آیا اور اس دوران آپ کی زندگی کے کئی دیگر اہم پہلوؤں کو بھی قریب سے دیکھنے کا موقع ملا. سرکار کے ظاہری وصال کے بعد آپ نے جس طرح سلسلہ عالیہ کو سنبھالا اور سب کو ایک ساتھ لے کر چلے یہ سب یقیناً مشائخ کی آپ پر خاص نظرِ عنایت کی وجہ سے ہی ممکن ہوا. ذیل میں آپ کے ساتھ گزرے اہم لمحات کی یادداشتوں اور آپ کے حسنِ اخلاق سے بھرپور چند واقعات اور ملفوظات کو مختلف عنوانات کے تحت تحریر کیا گیا ہے. آپ کی اچانک عالمِ شباب میں رحلت نے سب کو سوگوار کر دیا جس کے سبب آپ کے متعلق کچھ خاطر خواہ معلومات حاصل نہ ہو سکیں اور راقم کو آپ کی قربت کے جو لمحات نصیب ہوئے سر دست انھی کو تحریر کیا گیا ہے. اللہ نے چاہا اور مشائخ کی نگاہِ عنایت ہوئی تو ان شاء اللہ سرکار کی مفصل سوانح عمری ''جلوۂ محبوب'' میں صاحب زادہ صاحب کا بھی مفصل تذکرہ پیش کیا جائے گا. حیات باقی، بات باقی.

صاحب زادہ صاحب سے پہلی ملاقات

جیسا کہ پیش لفظ میں ذکر کیا جا چکا ہے کہ ۸ جولائی ۲۰۰۴ء/۲۰ ذوالحج ۱۴۲۵ھ کو والد گرامی محترم صوفی محمد شبیر علی شاہ محبوبی صاحب کے ہم راہ راول پنڈی میں سید نجم الدین غوث الدہر قلندر کے سالانہ عرس مبارک میں حاضری نصیب ہوئی اور اسی موقع پر صاحب زادہ صاحب سے پہلی ملاقات ہوئی. خواجہ صوفی محمد محبوب علی شاہ صاحب کا ایکسی ڈنٹ ہو گیا تھا جس کی وجہ سے وہ اس سال عرس میں تشریف نہیں لا سکے، البتہ آپ کے سجادہ نشین صاحب زادہ صوفی محمد محبّ علی شاہ محبوبی صاحب تشریف لا چکے تھے جن کی زیر صدارت حسبِ سابق عرس مبارک منایا گیا. اس پہلی ملاقات میں انتہائی متاثر کن بات یہ تھی کہ آپ میں روایتی صاحب زادگان والا ناز ونخرہ بالکل نہیں تھا. تمام اوقات میں انتہائی عجز وانکساری کے ساتھ سب سے ملاقات کی اور محفل سماع کے دوران بھی خصوصی شفقت ومحبت فرماتے رہے. سب کے ساتھ اور ایک جیسا کھانا تناول فرمایا اور محفل کے اختتام پر کچھ تبرک عنایت فرما کر رخصت کیا.

مرشد کا سختی فرمانا

غالباً ۲۰۰۵ء یا ۲۰۰۶ء کا واقعہ ہے کہ راقم سالانہ عرس مبارک (۱۲، ۱۳ شعبان المعظم) کے موقع پر درگاہ عالیہ پر حاضرِ خدمت تھا. مغرب کی نماز کے بعد محفل ذکر وفکر کا انعقاد ہوا جس میں صاحب زادہ صاحب کچھ دیر سے تشریف فرما ہوئے جب کہ سرکار کی زیر صدارت محفلِ ذکر کا آغاز ہو چکا تھا. صاحب زادہ صاحب کے دیر سے آنے کی وجہ سے حضور نے انھیں کچھ تنبیہ فرمائی اور بھری محفل میں صاحب زادہ صاحب کے گال پر ایک تھپڑ رسید کر دیا اور آیندہ وقت پر آنے کا فرمایا. صاحب زادہ صاحب اکثر اس واقعہ کا ذکر فرما کر ہم سب کی تربیت بھی فرماتے کہ دیکھو لو آج سرکار کی وہی سختی کام آ رہی ہے، ورنہ نہ جانے ہم کہاں ہوتے اور کن فضولیات میں پڑے رہتے. یہ سب انہی کی سختی اور تربیت کا نتیجہ ہے کہ اللہ نے اتنی عزت عطا فرمائی.

صوفیہ کا کلام اور سماع

اپریل ۲۰۰۸ء میں مرشد طریقت کی صاحب زادی (محترمہ سائرہ پیرزادی صاحبہ) کی شادی آپ ہی کے مرید وخلیفہ صوفی محمد سرفراز علی شاہ صاحب سے ہوئی. راقم کو بھی اس شادی میں شرکت کرنے کا موقع ملا. دعوتِ ولیمہ سے واپسی پر بس میں جگہ نہ ہونے کے سبب راقم، صاحب زادہ صاحب اور چند دیگر بھائی صاحبان بس کی چھت پر بیٹھ گئے اور مظفر گڑھ سے ملتان تک کا یہ سفر بس کی چھت پر کیا. راقم کو چوں کہ شاعری سے گہرا لگاؤ ہے اور اکثر صوفیہ کی شاعری پڑھتا رہتا ہوں اس لیے صاحب زادہ صاحب نے ارشاد

فرمایا کہ حسیب بھائی کچھ سنایئے تا کہ سفر کٹ جائے. راقم نے چند ایک کلام صاحب زادہ صاحب و دیگر بھائی صاحبان کی سماعتوں کی نذر کیے. اسی موقع پر آپ نے ارشاد فرمایا: ''صوفیہ کے کلام میں بھی تاثیر ہوتی ہے، وہ انتہائی کم گو ہوتے ہوئے چند الفاظ میں جامع گفتگو فرماتے ہیں. صوفیہ میں سماع کا رواج بھی اسی وجہ سے پروان چڑھا کیوں کہ اس علاقے [برصغیر] کے لوگوں کی رغبت اسی طرف تھی اور یہی [موسیقی کی] زبان وہ زیادہ سمجھتے تھے. صوفیہ نے اپنی تعلیمات کو شعری انداز میں ڈھال کر پیش کیا اور آج آپ دیکھیں کئی معروف صوفی شعراء کی تعلیمات ان کے دیوانوں [دواوین] میں محفوظ ہیں.''

مشائخ کا ادب واحترام

صوفیہ کے ہاں ادب کو نہایت اہمیت حاصل ہے اسی لیے حلقہ مشائخ میں ''با ادب با نصیب، ادب پہلا قرینہ ہے محبت کے قرینوں میں'' جیسے مہاورے معروف ہیں. راقم سرکار کی مفصل سوانح عمری (جلوۂ محبوب) ترتیب دے رہا ہے اور اسی حوالے سے معلومات اکٹھی کرنے کا سلسلہ اکثر جاری رہتا ہے. جولائی ۲۰۱۶ء میں درگاہ عالیہ پر حاضری کا شرف حاصل ہوا. راقم صاحب زادہ صاحب کی معیت میں چچا حضور صوفی محمد رضا شاہ نقیبی (پ: ۱۹۴۵ء، حال مقیم: چک نمبر 17/8-BR، میاں چنوں) سے ملاقات کرنے اور سرکار کے متعلق کچھ معلومات اکٹھی کرنے ان کے آستانہ عالیہ پر پہنچا. صاحب زادہ صاحب انتہائی ادب سے ان سے ملے، دست بوسی کی اور پھر چچا حضور نے صاحب زادہ صاحب کو اپنے ساتھ (مسند) پر بیٹھنے کو کہا جس پر آپ نے فرمایا کہ حضور میں یہیں (آپ کے قدموں میں ہی) ٹھیک ہوں. چچا حضور نے فرمایا: ''تم ہمارے بھائی [خواجہ صوفی محمد محبوب علی شاہ] کی تصویر ہو، تمہیں تو ہم سینے سے لگا کے رکھیں گے، ادھر ہمارے پاس، ہمارے ساتھ بیٹھو.'' تقریباً دو گھنٹے کی اس ملاقات کے دوران صاحب زادہ صاحب انتہائی ادب و احترام سے تشریف فرما رہے اور واپسی پر درگاہ تک آتے ہوئے راستے میں بھی راقم کو اس ادب واحترام کی تعلیم دیتے ہوئے ارشاد فرمایا: ''سب بزرگ ہی اپنے ہوتے ہیں، ضروری نہیں سب سے پیری مریدی کا ہی تعلق ہو، کئی صوفیہ سے عقیدت و محبت کا تعلق بھی ہوتا ہے اور یہی تعلق آپ کو فیض یاب کر دیتا ہے.''

اصلاح وتربیت کا عمل جاری رہنا چاہیے

اپریل ۲۰۱۶ء میں راقم کو درگاہ عالیہ پر حاضری کا شرف حاصل ہوا. بہ وقتِ عصر صاحب زادہ صاحب نے مزاح فرماتے ہوئے کہا کہ حسیب بھائی! شہر میں کچھ کام ہے، آؤ اکٹھے چلتے ہیں، واپسی پر آپ کو بھائی خادم حسین [نقیبی] کے ہاتھ کی جلیبیاں بھی کھلائیں گے. راقم صاحب زادہ صاحب کے ساتھ روانہ ہو گیا اور شہر سے واپسی پر چک 26 میں موجود محترم خادم حسین صاحب کی دکان پر پہنچے. بھائی صاحب نہایت

محبت اور احترام سے بغل گیر ہوئے اور ہمارے لیے تازہ جلیبیاں بنانے میں مصروف ہو گئے. کچھ ہی دیر میں صوفی حاجی محمد نقیبی صاحب [حال مقیم: چک 46، میاں چنوں] بھی تشریف لے آئے. ان کے ساتھ گفتگو کے دوران صاحب زادہ صاحب نے فرمایا کہ آپ ہمارے چچا حضور ہیں، ہم اور آپ ایک ہی روحانی سلسلے سے ہیں، ہماری تربیت و اصلاح فرماتے رہا کریں. ان کے جانے کے بعد پاس بیٹھے ایک بھائی صاحب (جن کا نام اس وقت ذہن میں نہیں) نے کہا کہ تسی تے آپ صاحب زادے ہو، پیراں دی اولاد ہو، تہانوں کسی دی تربیت دی کی لوڑ اے [آپ تو صاحب زادے ہیں، پیروں کی اولاد ہیں، آپ کو کسی سے تربیت لینے کی کیا ضرورت ہے]. صاحب زادہ صاحب نے جواباً ارشاد فرمایا: ''یہی سوچ تو انسان کو تباہ و برباد کر دیتی ہے جب وہ خود کو کامل سمجھنے لگ جاتا ہے، اصلاح و تربیت کا عمل آخری سانس تک جاری رہنا چاہیے، جہاں خود کو کامل سمجھا، وہیں سمجھو آپ کو فخر و تکبر کی دیمک لگ گئی.''

صوفیہ کی اصل تعلیمات کی جستجو

۱۵ اپریل ۲۰۱۶ء کو اللہ تعالیٰ نے راقم کو بیٹی جیسی رحمت سے نوازا. راقم اسی روز بیٹی کو دیکھنے کے لیے اپنے سسرال صوفی محمد سرفراز علی شاہ صاحب کے گھر (قصبہ گجرات) پہنچا. تین دن بعد وہاں سے درگاہ عالیہ پر قدم بوسی کے لیے حاضر ہوا. دوران گفت گو صاحب زادہ صاحب نے اس خواہش کا اظہار فرمایا کہ کچھ عرصہ سے پاک پتن شریف حضرت بابا فرید الدین مسعود گنجِ شکر کی بارگاہ میں حاضری کا دل چاہتا ہے، اب دیکھیں کب حاضری نصیب ہوتی ہے. راقم کو اس سے پہلے بابا صاحب کی بارگاہ میں حاضری نصیب نہ ہوئی تھی. راقم نے عرض کی حضور اگر ضروری کام نہ ہو تو کل ہی چلتے ہیں. اگلے روز راقم اور صاحب زادہ صاحب موٹر سائیکل پر میاں چنوں سے بہ راستہ بورے والا، عارف والا ہوتے ہوئے پاک پتن شریف پہنچے. یہ پورا سفر اور صاحب زادہ صاحب کی معیت میں پاک پتن شریف کی پہلی حاضری نہایت پر کیف تھی. حاضری کے بعد درگاہ بابا صاحب سے باہر آئے تو آپ نے فرمایا ان کی تعلیمات کے متعلق کوئی کتاب تلاش کرتے ہیں. راقم نے بابا صاحب کے ملفوظات (اسرار الاولیا، مرتبہ حضرت بدر الدین اسحاق اور راحت القلوب، جامع حضرت نظام الدین اولیا) کے متعلق آپ کے گوش گزار کیا. وہاں موجود ایک بک شاپ سے یہ دونوں مجموعہ ہائے ملفوظات (اردو تراجم) مل گئے. اسی موقع پر ارشاد فرمایا: ''مشائخ کی اصل تعلیمات اور ارشادات کو مشعلِ راہ بنانا چاہیے. صوفیہ کا فیض صرف درگاہ پر حاضری اور لنگر کھانے سے ہی نہیں بلکہ ان کی تعلیمات کو عملی زندگی میں ڈھالنے سے حاصل ہوتا ہے.'' اسی موقع پر دادا مرشد حضرت خواجہ صوفی محمد یعقوب علی شاہ صاحب کی نشست گاہ (رہائش گاہ: شفیق قصاب، اسلام پورہ، چوک چٹی قبر) پر بھی حاضری کی سعادت نصیب ہوئی.

ایک دوسرے کا خیال رکھنا چاہیے

نومبر ۲۰۱۶ء میں راقم مظفر گڑھ میں حضرت سید امداد علی بھاگل پوری کے سالانہ عرس مبارک میں شرکت کے لیے صوفی محمد سرفراز علی شاہ صاحب کے گھر (قصبہ گجرات) پہنچا. اسی دن صبح کے وقت خواجہ غلام فرید صاحب (۱۸۴۵-۲۴ جولائی ۱۹۰۱ء) کی بارگاہ میں حاضری کے لیے کوٹ مٹھن شریف گئے اور اگلے روز تونسہ شریف میں جاری حضرت شاہ سلیمان تونسوی معروف بہ پیر پٹھان (۱۷۷۰-۱۸۵۰ء) کے عرس میں حاضری کا بھی شرف حاصل ہوا. تونسہ شریف میں ہی صاحب زادہ صاحب کا فون آیا اور آپ نے اطلاع دی کہ ملتان میں حضرت بہاء الدین زکریا ملتانی سہروردی (۱۱۷۰-۱۲۶۷ء) کا بھی عرس مبارک جاری ہے، آپ تونسہ شریف سے ملتان آ جائیں، ان شاء اللہ کل اکٹھے حاضری دینے جائیں گے. راقم اسی شام کو ملتان کے لیے روانہ ہو گیا، دوران سفر مسلسل صاحب زادہ صاحب سے رابطہ رہا. ملتان اڈّے میں پہنچے تو صاحب زادہ صاحب پہلے سے منتظر کھڑے تھے. راقم نے فوراً گاڑی سے اتر کر آپ کی دست بوسی کرنے کے بعد عرض کی کہ حضور آپ نے تکلیف کیوں کی، میں رکشہ لے کر گھر پہنچ جاتا. آپ نے کمال مہربانی سے ارشاد فرمایا: ''جب ہم اسلام آباد آتے ہیں، آپ بھی تو ہمیں لینے بس اڈّے پہنچ جاتے ہیں، آخر ہمارا بھی تو کچھ فرض بنتا ہے. ایک دوسرے کا خیال رکھنا چاہیے. اسی لیے تو کہتے ہیں کہ بندہ بندے کا دارو [دوا] ہوتا ہے.''

بچوں کی تربیت پر خصوصی توجہ

۲۹ دسمبر ۲۰۱۶ء کو ہمارے ایک پیر بھائی نے فیس بک پر ویڈیو پوسٹ کی جس میں صاحب زادہ صاحب اپنے سب سے چھوٹے صاحب زادے مبین علی شاہ صاحب کو ذکر کی تعلیم فرما رہے تھے. ان کی عمر اس وقت تقریباً دو یا اڑھائی سال تھی. راقم نے یہ ویڈیو دیکھی تو صاحب زادہ صاحب کو ٹیلی فون کیا اور اس تربیت کے متعلق گفتگو ہوئی. آپ نے فرمایا: ''بچوں کی تربیت کا یہی تو اصل وقت ہوتا ہے، ابھی سے بنیادی تعلیمات سیکھیں گے تو آگے چل کر مزید تربیت ہو گی اور ذکر تو اولین اور ضروری تعلیم ہے.'' یہ مکمل ویڈیو فیس بک پر موجود ہے، جو کوئی دیکھنا چاہے وہ دیے گئے لنک پر دیکھ سکتا ہے:

https://www.facebook.com/100011541005060/videos/
vb.100011541005060/308395336221831/?type=3

سادگی بہتر ہے، تکلفات نقصان دہ ہیں

صاحب زادہ صاحب ہمیشہ سے ہی ایک عام انسان کی طرح رہے اور تمام زندگی اسی طرح بسر کی. کبھی بھی روایتی صاحب زادگان والا ناز و نخرہ آپ میں نہیں دیکھا. دورانِ اعراس ہر کام میں دیگر مریدین

کے شانہ بہ شانہ کام میں لگے رہتے اور سب کے ساتھ مل کر ایک جیسا کھانا تناول فرماتے. ایک بار راقم کے دوست محمد قاسم (حال مقیم: اسلام آباد) درگاہ عالیہ پر سالانہ عرس (۱۲،۱۳ شعبان) کے موقع پر حاضر ہوئے. رات کے لنگر میں چاول بنے ہوئے تھے لہذا ایک ہی بڑی تھال میں لنگر ڈالا اور صاحب زادہ صاحب، صوفی الیاس صاحب، راقم اور محمد قاسم صاحب لنگر تناول فرمانے لگے. اچانک قاسم بھائی نے پوچھا کہ آپ کے مرشد کے سجادہ نشین کون ہیں؟ صوفی الیاس صاحب نے صاحب زادہ صاحب کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا کہ یہ سرکار کے صاحب زادے اور سجادہ نشین ہیں. قاسم صاحب انتہائی حیرت زدہ ہوئے کہ یہ سجادہ نشین ہیں اور سب کے ساتھ، ایک ہی تھال میں عام انسان کے حلیہ میں موجود ہمارے ساتھ کھانا کھا رہے ہیں. صاحب زادہ صاحب مسکرائے اور فرمایا: ''سادگی ہی بہتر ہے جناب، تکلفات نقصان دہ ہوتے ہیں. مجھے تو بوقتِ بیعت سختی سے یہی تلقین کی گئی تھی کہ کبھی بھی خود میں اور اپنے پیر بھائیوں میں تفریق نہ کرنا.''

دردر پھرنا اور فیض حاصل کرنا دو الگ معاملات ہیں

۲۰ مارچ ۲۰۱۴ء کو صاحب زادہ صاحب اسلام آباد میں حضرت سیدنا امام جعفر صادق (رضی اللہ عنہ) کے پہلے سالانہ عرس مبارک کی صدارت فرمانے راقم کے گھر پہنچے. سرکار کی طرف سے حکم تھا کہ عرس سے پہلے سب پیر بھائی صاحب زادہ صاحب کے ساتھ حضرت شاہ عبداللطیف کاظمی معروف بہ بری امام سرکار (۱۶۱۷-۱۷۰۵ء) کے مزار پر حاضری دیں اور چادر چڑھائیں. الحمدللہ سب بھائیوں نے دربار شریف پر حاضری دی اور چادر بھی پیش کی اور یہی ہر سال کا دستور ہے. اس موقع پر ایک پیر بھائی نے صاحب زادہ صاحب سے استفسار کیا کہ ہمیں یک سو رہنے اور ایک ہی در کا ہو کر رہنے کی تعلیم دی جاتی ہے پھر اکثر مشائخ دیگر مزارات اور صوفیہ کی صحبت میں کیوں رہتے ہیں کیا یہ بھی دردر پھرنے کے زمرے میں ہی نہیں آتا؟ صاحب زادہ صاحب نے ارشاد فرمایا: ''اپنے مرشد کو چھوڑ کر آپ جہاں بھی جاتے ہیں اس کے متعلق صوفیہ نے منع فرمایا ہے اور اس طریقہ کار کو دردر پھرنا کہا گیا ہے جب کہ اپنے مرشد کی نسبت اور اجازت سے آپ جہاں بھی جاتے ہیں یقیناً فیض یاب ہو کر ہی آتے ہیں. آپ صوفیہ کرام، اولیاے کاملین کی سیرت کا مطالعہ کریں تو یہ بات مزید واضح ہو جائے گی کہ وہ ہمیشہ اپنے شیخ کی نسبت اور خیال لے کر ہی کسی دوسرے بزرگ کی بارگاہ میں حاضر ہوئے ہیں. لہذا دردر پھرنا اور مشائخ کی صحبت سے فیض یاب ہونا دو الگ معاملات ہیں.''

علمی اور کتابی ذوق

صاحب زادہ صاحب کا علمی ذوق بھی کمال کا تھا. ظاہری حیات کے آخری چند برسوں میں اکثر کوئی نہ کوئی کتاب آپ کے زیرِ مطالعہ رہتی. راقم کو اول اول کتب کا شوق ہوا تو استادِ گرامی محترم حسن نواز شاہ

صاحب (پ: یکم جنوری ۱۹۷۲ء، حال مقیم: نڑالی/ گوجر خان) نے دادا مرشد حضرت خواجہ صوفی محمد یعقوب علی شاہ صاحب کے احوالِ حیات پر لکھی گئی دو کتب ''حضرت خواجہ محمد یعقوب علی شاہ'' اور ''شانِ یعقوبی'' کے متعلق رہ نمائی فرمائی. راقم نے صاحب زادہ صاحب سے استفسار کیا تو آپ نے فرمایا کہ اول الذکر کتاب ہمارے پاس ہے دوسری کی تلاش آپ کیجیے. کراچی میں دادا مرشد کے سالانہ عرس مبارک پر حاضری کے دوران دونوں کتب کے مصنف چچا حضور صوفی محمد نایاب علی شاہ صاحب (پ: یکم نومبر ۱۹۴۲ء، حال مقیم: جوہر ٹاؤن/ کراچی) سے ملاقات ہوئی اور کتاب شانِ یعقوبی کے چند نسخے حاصل کر لیے. صاحب زادہ صاحب کی ظاہری حیات کے آخری سال میں سلسلہ عالیہ جہاں گیریہ کی نصابی کتاب ''سیرت فخر العارفین'' آپ کے زیر مطالعہ رہی. آپ کو کہیں سے اس کتاب کے بارے میں علم ہوا تو راقم کو حکم فرمایا کہ اس کتاب کو تلاش کریں. راقم کے پاس اس کتاب کے تین نسخے موجود تھے لہذا ایک نسخہ صاحب زادہ صاحب کی نذر کر دیا. آپ اکثر اس کتاب میں سے کچھ نکات نوٹ فرما لیتے اور بہ وقت ملاقات ان نکات پر گفتگو فرماتے تھے. ایک موقع پر ارشاد فرمایا: ''یہ واقعی سلسلہ عالیہ سے متعلق نصابی کتاب ہے اور عام مریدین و خلفائے کرام کے لیے اس میں تمام ضروری ہدایات لکھ دی گئی ہیں. اس کتاب کا تو درس ہونا چاہیے.'' آپ کی اس تمنا کی تکمیل کی کوشش بھی جاری ہے.

کتب کے حوالے سے سرکار (خواجہ صوفی محمد محبوب علی شاہ صاحب) کا ایک فرمان بھی یاد آ رہا ہے کہ کسی موقع پر آپ نے اپنے داماد و خلیفہ صوفی محمد سرفراز علی شاہ صاحب کو حضرت علی ہجویری معروف بہ داتا گنج بخش (۱۰۰۹-۱۰۷۷ء) کی معروف تصنیف ''کشف المحجوب'' کے مطالعہ کا حکم فرمایا تھا اور یہ سعادت بھی راقم کو نصیب ہوئی کہ ''کشف المحجوب'' کا ایک نسخہ (اردو ترجمہ) راقم نے آپ کو نذر کیا. اس کے علاوہ ایک بار سرکار کی کچھ ذاتی اشیاء کی زیارت کے دوران ایک پرچی ملی جس پر لکھا ہوا تھا ''اعجازِ جہاں گیری لینی ہے''. یہ کتاب سلسلہ عالیہ کی معروف ہستی حضرت شاہ محمد نبی رضا خاں جہاں گیری کی سوانح، فضائل و ارشادات پر مشتمل کتاب ہے. اس پرچی سے معلوم ہوا کہ سرکار کو اس کتاب کی تلاش تھی اسی لیے آپ نے یاد دہانی کے لیے ایک پرچی پر لکھ کر محفوظ کر لیا. [الحمدللہ راقم کو اس کتاب کے چار مختلف اڈیشنز مل گئے ہیں جن کے لیے راقم استادِ گرامی محترم حسن نواز شاہ صاحب کا ممنون ہے]

صوفیہ کا گریہ فرمانا

سماع کے متعلق گفت گو ہو رہی تھی کہ ''گریہ'' کا ذکر آیا. صاحب زادہ صاحب نے سرکار کے متعلق فرمایا کہ ایک وقت ایسا بھی تھا کہ ہر بات پر سرکار آب دیدہ ہو جاتے تھے اور یہی کیفیت کئی گھنٹوں تک رہتی.

سرکار کی حیاتِ مبارکہ کے آخری چند برسوں میں بھی یہی کیفیت رہی. ایک بار ہمارے کسی پیر بھائی نے سرکار سے گریہ کے متعلق استفسار کیا تو آپ نے فرمایا یہ تو انعامات میں سے ایک انعام ہے. صاحب زادہ صاحب نے سرکار کے اس فرمان کی تشریح کرتے ہوئے ارشاد فرمایا: ''سرکار نے اسے انعام اس لیے فرمایا کیوں کہ صوفیہ کا گریہ کسی غم یا تکلیف کے سبب نہیں ہوتا. اولیا کے متعلق تو قرآن میں بھی ارشاد ہے کہ انہیں نہ کوئی خوف ہے اور نہ کوئی غم [پارہ:۱۱، سورۃ: یونس، آیت:۶۲] صوفیہ کا گریہ تو ندامت اور عاجزی کے سبب ہوتا ہے کیوں کہ یہ عظیم ہستیاں ہمیشہ اپنے آپ کو ایک کم تر او رادنا انسان سمجھتے ہیں اور یہی عاجزی انسان کو ولایت کی معراج تک لے جاتی ہے. اسی لیے سرکار نے اسے انعامات میں سے ایک انعام فرمایا ہے.''

مشورہ کرنا بھی سنت ہے

سرکار کی بھی یہی عادتِ مبارکہ تھی کہ کوئی بھی اہم فیصلہ کرنے سے پہلے چند احباب سے مشورہ ضرور کرتے تھے اور صاحب زادہ صاحب نے بھی اس سنت کو قائم رکھا. درگاہ یا سلسلہ عالیہ سے متعلق کسی بھی اقدام سے پہلے سرکار کے خلفا اور چند مخلصین سے مشورہ ضرور فرماتے تھے. آپ اکثر فرماتے کہ ہوسکتا ہے کوئی بات آپ کے ذہن میں نہ آئے اور کسی دوسرے کے ذہن میں اللہ ڈال دے جو آپ کے لیے فائدہ مند ہو. حضرت محمد مصطفیٰ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی بھی یہ سنت ہے اور مشائخ وصوفیہ کا بھی یہی طریقہ رہا ہے اور یہی بہتر ہے.

پیر وہ، جس کی پیروی کی جائے

دورِ حاضر کے چند پیروں کے متعلق گفتگو ہو رہی تھی. ایک صاحب نے فرمایا کہ اب تو وہ بزرگان رہے ہی نہیں سب پیسوں کے پجاری آ گئے ہیں اور دکانیں سجا کے بیٹھے ہیں. صاحب زادہ صاحب نے فرمایا بلکل ایسا ہی ہے اور اس کی وجہ مریدین ہی ہیں کیوں کہ مریدین بھی پیسے کے پجاری ہیں جب بھی شیخ کی بارگاہ میں آتے ہیں کوئی نہ کوئی دنیا کا ہی رونا دھونا لے کر آتے ہیں. پھر فرمایا: ''اب تو لفظ پیر بہت پٹ چکا ہے، اتنا عام ہو گیا ہے کہ ہر ایک نے اس کا استعمال شروع کر دیا جب کہ صوفیہ تو پیر نہیں فقیر کہے جانے پر خوش ہوتے تھے. پیر دراصل ہو ہے جس کی پیروی کی جائے اور ایسی پیروی جو اصل منزلِ مقصود کی طرف لے جائے اسی لیے کہا جاتا ہے کہ پیر کامل کی پیروی ضروری ہے.''

درگاہِ عالیہ ایوبیہ محبوبیہ پر منعقد ہونے والی سالانہ محافل

جشن عید میلاد النبی ﷺ

ہر سال ۱۲ ربیع الاول کو آستانہ عالیہ پر محفل میلاد النبی ﷺ انعقاد پذیر ہوتی ہے اور بعد نمازِ عصر خصوصی چراغاں بھی کیا جاتا ہے۔ بعد نماز مغرب حلقہ ذکر وفکر اور لنگر، بعد نماز عشاء محفل نعت اور بعض اوقات محفل سماع بھی منعقد کی جاتی ہے۔ خلفا کی باہمی مشاورت سے یہ فیصلہ کیا گیا ہے کہ آئندہ ۱۲ ربیع الاول کو محفل میلاد مصطفیٰ (ﷺ) اور ۱۳ ربیع الاول کو صاحب زادہ صوفی محمد محبّ علی شاہ صاحب کا سالانہ عرس مبارک منایا جائے گا۔ ان شاء اللہ آئندہ محفل دو دن (۱۲ اور ۱۳ ربیع الاول کو) ہوا کرے گی۔

سالانہ اعراس

ہر سال ۱۲، ۱۳ شعبان المعظم کو حضرت خواجہ صوفی محمد یعقوب علی شاہ حسنی قدس سرہ العزیز کا عرس مبارک منایا جاتا ہے۔ پہلے دن بعد نماز مغرب حلقہ ذکر وفکر اور لنگر، بعد نماز عشاء تا وقت مناسب محفل سماع کا انعقاد کیا جاتا ہے۔ اگلے روز صبح سے لے کر تقریباً ۱۰، ۱۱ بجے تک لوگوں کے جسمانی و روحانی مسائل سنے اور حل کیے جاتے ہیں اور پھر دوبارہ محفل سماع شروع کی جاتی ہے۔ بعد نماز ظہر قل اور اختتامی دعا کی جاتی ہے۔ سرکار اپنے والد گرامی کے وصال کے بعد ان کا سالانہ عرس بھی انہی تواریخ کو مناتے تھے اور اپنے متوسلین کو بھی یہ واضح ہدایت فرما گئے کہ میرے وصال کے بعد بھی انہی تواریخ میں میرا سالانہ عرس منایا جائے۔

رسمِ گاگر

سالانہ عرس کے اختتام پر خاص رسم گاگر بھی ادا کی جاتی ہے، جس میں لوگ اپنی منت مان کر ایک گاگر لے جاتے ہیں، اور جب اللہ کے فضل و کرم سے وہ منت پوری ہو جاتی ہے تو اگلے سالانہ عرس کے موقع پر دو گاگریں پیش کی جاتی ہیں۔

مذکورہ سالانہ محافل کے علاوہ مختلف اسلامی تہوار اور مخصوص تواریخ پر محفل ذکر وفکر بھی منعقد کی جاتی ہے۔ علاوہ ازیں پورے پاکستان میں خواجہ صوفی محمد محبوب علی شاہ (قدس اللہ سرہ العزیز) کے حسب حکم مختلف تواریخ میں مشائخ سلسلہ کے سالانہ اعراس کی تقریبات نہایت عقیدت و احترام سے منائی جاتی ہیں۔

درگاہ عالیہ ایوبیہ محبوبیہ کا مختصر پس منظر اور تعمیر

جیسا کہ پہلے ذکر کیا جا چکا ہے کہ ۱۹۸۴ء میں خواجہ صوفی محمد محبوب علی شاہ ملتان سے ضلع خانیوال کی تحصیل میاں چنوں میں تشریف لائے اور ابتدائی طور پر ۲۵ چک / جھنڈے والی (بیریوں والا باغ) میں رونق افروز ہوئے. چار سال بعد ۱۹۸۸ء میں میاں چنوں ہی کے چک نمبر L-۱۵-۴۶/۱۶ (نزد برلب نہر) میں با قاعدہ خانقاہ کی بنیاد رکھی اور تا دمِ آخر بزرگان سلسلہ کے افکار و تعلیمات کے ابلاغ میں مصروف عمل رہے. یہ زمین آپ کے ایک مرید محمد صادق صاحب نے آستانہ عالیہ کے لیے تحفتاً پیش کی تھی. یہیں پر سرکار نے تقریباً ایک سو تئیس (۱۲۳) دن کا چلا فرمایا اور ایک چھوٹی سی عمارت ''چلہ گاہ'' کے نام سے تعمیر کی گئی. آپ کے والد گرامی حافظ محمد ایوب علی شاہ صاحب (م: ۲۹ اکتوبر ۲۰۰۷ء/ ۱۶ شوال ۱۴۲۸ھ) کے وصال کے بعد ان کی تدفین اسی چلہ گاہ میں کی گئی اور یوں تربت کی چار دیواری کر کے چلہ گاہ کو دربار بنا دیا گیا.

۲۹ جنوری ۲۰۱۶ء/ ۱۸ ربیع الثانی ۱۴۳۷ھ بروز جمعۃ المبارک دربار کی باقاعدہ تعمیر کا آغاز ہوا تو سرکار نے اپنی موجودگی میں صاحب زادہ صاحب کو حکم فرمایا کہ وہ دربار کا سنگِ بنیاد رکھیں. اس موقع پر راقم بھی وہیں موجود تھا اور تعمیراتی کام کی اس افتتاحی تقریب میں شرکت کرنے کا شرف حاصل ہوا. بنیاد رکھنے کے چند روز بعد ہی (۱۶ فروری ۲۰۱۶ء) کو سرکار وصال فرما گئے اور آپ کی تدفین بھی اسی مزار کے احاطے میں آپ کے والد گرامی کے پہلو میں کی گئی. دربار شریف کا احاطہ مزید کشادہ کیا گیا اور اس وقت تک بنیاد ڈال کر نقشے کے مطابق آٹھ ستون کھڑے کر دیے گئے تھے. سرکار کی رحلت کو ابھی بہ مشکل ایک ہی سال ہوا تھا کہ صاحب زادہ صاحب بھی کار ایکسی ڈنٹ میں پردہ فرما گئے اور گھریلو و درگاہ کی تمام ذمہ داری محترم صوفی محمد ناصر علی شاہ محبوبی صاحب کے سپرد کر دی گئی. ماشاء اللہ آپ نہایت خوش اسلوبی کے ساتھ گھریلو و درگاہ کا انتظام سنبھالے ہوئے ہیں. مالک آپ کی خدمات قبول و منظور فرمائے (آمین).

۳۱ مارچ ۲۰۱۷ء کو صاحب زادہ صاحب کے چالیسویں کی فاتحہ کے بعد اگلے ہی روز درگاہ کی تعمیر کا باقاعدہ دوبارہ آغاز کیا گیا. تمام وابستگانِ سلسلہ و دیگر عقیدت مندوں نے اندرون و بیرونِ ملک سے اپنا مالی تعاون پیش کیا. ان کے علاوہ کئی پیر بھائی و مخلص حضرات شب و روز درگاہ پر موجود رہے اور جانی طور پر اپنی خدمات پیش کیں. ان میں خود صاحب زادہ صوفی محمد ناصر علی شاہ محبوبی، صاحب زادہ محمود علی شاہ محبوبی اور

محمد کامران محبوبی قابل ذکر ہیں جنھوں نے مزدور کی طرح درگاہ کی تعمیر کے حوالے سے اپنی خدمات سرانجام دیں. ان کے علاوہ میاں چنوں کے ہی رہائشی نہایت مخلص اور عزیز برادران خادم حسین نقیبی، غلام نبی اور محمد عباس صاحب بھی اکثر اوقات درگاہ پر حاضر ہو کر اپنی خدمات پیش کرتے رہے. میاں چنوں کے پیر بھائی و دیگر عقیدت مند و متوسلین ہمیشہ سے ہی اپنی خدمات پیش کرتے رہے ہیں. دیگر علاقوں کے بھائی تو صرف مخصوص ایام میں یا محافل کے مواقعوں پر ہی حاضر ہوتے ہیں جب کہ میاں چنوں کے رہائشی پیر بھائی ہمہ وقت سرکار اور درگاہ کی خدمت میں موجود رہتے ہیں. اللہ ان کی خدمات قبول فرمائے (آمین).

ماشاء اللہ تعمیراتی کام نہایت بہتر انداز میں جاری رہا، صاحب زادہ صوفی محمد ناصر علی شاہ صاحب نے اپنی زیرِ نگرانی درگاہ کے تعمیراتی کام میں نہایت کفایت شعاری کا مظاہرہ کرتے ہوئے کئی ایک امور خود سرانجام دیے جن میں چند ذیل میں تحریر کیے گئے ہیں:

- شہر آتے جاتے اکثر ایک یا دو سیمنٹ کی بوریاں موٹر سائیکل پر ہی لے آتے.
- درگاہ کی تعمیر کے لیے اکثر مقامات پر چھوٹی اینٹ درکار تھی، آپ نے وہ خریدنے کی بجائے محمد کامران اور صاحب زادہ محمود صاحب کے ساتھ مل کر بڑی اینٹوں کو کاٹ کر خود ہی بنالی.
- تعمیراتی کام کے لیے صرف دو مستری (محمد رمضان صاحب اور محمد مرتضیٰ صاحب) کو رکھا جب کہ خود، محمد کامران صاحب اور صاحب زادہ محمود صاحب مزدوروں کی طرح ان کے ساتھ کام کرتے رہے.
- اس کے علاوہ کئی دستی کام، بجلی کا کام، ویلڈنگ وغیرہ سب امور خود سرانجام دیے.

درگاہ کی تعمیر آٹھ پہل کے نقشے کے مطابق کی گئی ہے. درگاہ کی کل اونچائی تقریباً اسی (۸۰) فٹ ہے جس میں مختلف اونچائی کی دو منازل، بیس (۲۰) فٹ گنبد اور اس کے اوپر تقریباً چھ (۶) فٹ کا موجبہ اور دس (۱۰) فٹ کا کلس بھی لگایا گیا ہے. تمام احباب کے مالی و جانی تعاون کی بدولت الحمد للہ ایک سال کے اندر ہی دربار کی تعمیر مکمل ہو چکی ہے اور اب دربار پر سیمنٹ کا پلستر، ٹائلز اور بجلی وغیرہ کا کام جاری ہے جو ان شا اللہ جلد مکمل ہو جائے گا. اللہ تمام وابستگان و متوسلین کی خدمات کو قبول فرمائے اور انھیں اپنے شیوخ سے فیضِ کثیر پانے والا رکھے. (آمین)

ضمیمہ: الف

نعتِ رسولِ مقبول

خاتم النبیّن، رحمت اللعالمین حضرت محمد مصطفیٰ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)

نعت پاکِ مصطفیٰؐ لب سے ادا ہوتی رہی
دن بھلے ڈھلتا رہا گھر میں ضیا ہوتی رہی
خلق کامل حسن کی تنویرِ حق سے تھی تبھی
نعت میں کہتا رہا حمدِ خدا ہوتی رہی
محفلِ میلاد کے جھنڈوں کو تھامے ہر طرف
جھومتے گاتے رہے صلِّ علیٰ ہوتی رہی
آپ آئے تو مرے حجرہ کی زینت بڑھ گئی
آمدِ غوث و قطب اور اولیا ہوتی رہی
نام نامی اس قدر ہے با اثر میں کیا کہوں
ضربِ ذکر و فکر سے دائم شفا ہوتی رہی
کی بیاں توصیف جو نعلینِ احمدؐ کی کبھی
عرش سے پھر بارشِ بارک لنا ہوتی رہی
وعدہ رب کا سورتِ نشرح میں ہے سو نعت بھی
دیکھ لو حسّاں سے سلماں * کیا سے کیا ہوتی رہی
خادمِ کوئے محمدؐ ہم بنیں اک عرض تھی
رات بھر روتا رہا مانؔی، دعا ہوتی رہی

خاکسار و گدائے محبوب
محمد سلمان مانیؔ محبوبی

---

* محمد سلمان مانؔی صاحب ابتدا میں اپنا تخلص سلماںؔ استعمال کرتے تھے۔

ضمیمہ: ب

منقبت در شانِ حضور قبلہ

صاحب زادہ صوفی محمد محبّ علی شاہ محبوبی

کریم عبد جو ٹھہرے ہیں با وفا سے ہیں
ملے مقام سبھی مرشدی عطا سے ہیں
فنا ہے ذاتِ مرشد میں آپ کی ہستی
محبّ جدا نہیں محبوبِ با صفا سے ہیں
سخاوتیں ہوئیں مشہور آپ کی ہر سو
لٹائے فیض کے دریا بھی تو سخا سے ہیں
نفاستیں ہیں ہر اک دل میں آپ نے بوئی
گدائے حُبِ محبّ عاجز و جدا سے ہیں
نظر جھکی جھکی کردار گل کی خوشبو ہے
مرے محبّ تو سنو پیکرِ حیا سے ہیں
تھا ساتھ آپ کا تھی یادِ مرشدی قائم
بچھڑ گئے ہیں تو کچھ غم بھی اب سوا سے ہیں
بتاؤ شانِ محبّ اے جمالؔ * و مانیؔ تم
کہ وصف مانندِ مرشد ہیں، اولیا سے ہیں

خاکسار و گدائے محبوب
محمد سلمان مانیؔ محبوبی

---

* راقم (حسیب احمد محبوبی) اپنا تخلص جمالؔ استعمال کرتا ہے. یہاں اسی طرف اشارہ کیا گیا ہے.

ضمیمہ: ج

مکتوب گرامی صاحب زادہ عبدالرزاق افتخاری بہ نام راقم

(۲-مارچ-۲۰۱۷ء، پپلی شریف/ ضلع: وہاڑی)

۷۸۶

ھوالشکور

از پپلی شریف (وہاڑی)

۲، مارچ ۲۰۱۷ء، پنجشنبہ

برادرِ عزیز محترم حسیب احمد محبوبی

سلام مسنون

آپ کے شیخ طریقت حضرت محبوب علی شاہ ایوبی [یعقوبی] حسنیؒ کے جواں سال صاحب زادے و سجادہ نشین اول حضرت صاحب زادہ صوفی محمد محبّ علی شاہ محبوبی ایوبی [یعقوبی] حسنی کی اچانک حادثے میں رحلت پر انتہائی دکھ ہے. صاحب زادہ صاحب کا یوں اچانک عین عالمِ شباب میں وابستگان واہلِ خانہ کو داغ مفارقت دے جانا واقعی بہت گہرا زخم ہے جسے مندمل ہونے میں شاید عرصہ لگے.

فیس بک کی معلومات کے مطابق صاحب زادہ صاحب تقریب عرس سے واپس درگاہ تشریف لا رہے تھے کہ منزل کے قریب ہی بلاوا آ گیا. اس موقع پر مجھے سید افضل شاہ مرحوم کا یہ شعر بار بار ذہن میں آ رہا ہے.

کوئے جاناں اک قدم تھا ، موت نے جب آلیا
شمع تک پہنچا ہی تھا کہ جل گیا پروانہ آج

(۱)

خداوند عالم اور حضرات گرامی کو شاید ان کا یہی مختصر عرصہ ہی مسند ارشاد پر متمکن رہنا منظور تھا جو وہ پورا کر چلے. خداوند عالم ''سجادۂ محبوبیہ'' کو تا قیامِ قیامت آباد و شاد رکھے اور آنے والے وقت میں درگاہ کو خاص امتیاز بخشے.

صاحب زادہ صاحب سے با قاعدہ کوئی نشست یا تعارف تو نہ تھا لیکن آپ کی تحریرات کے ذریعے ان سے غائبانہ تعلق ہو چکا تھا اور یہی غائبانہ تعلق یہ سطور لکھنے پر مجبور کر رہا ہے. اللہ رب العالمین ان کے درجات بلند فرمائے اور ہم سب کو ان کی ظاہری جدائی کے ان لمحات میں صبر جمیل سے نوازے اور ان کے روحانی فیوضات سے فیضِ کثیر پانے والا رکھے (آمین).

حق سبحانہٗ وتعالیٰ سے دعا ہے کہ

خدایا روح اُو را شاد گرداں
بہ قربِ خاص خود آباد گرداں
(۲)

شریک احساسات
عبدالرزاق افتخاری(۳)

۱۔ یہ شعر کتاب ''ہنستا کھیلتا'' میں نقل ہوا ہے جو کہ معروف صحافی ضیاء شاہد کے بیٹے عدنان شاہد کی وفات پر لکھی گئی تھی.

۲۔ یہ اشعار دربار عالیہ علائیہ شکوریہ (ککی نوشریف/ضلع: جھنگ) پر تحریر ہیں.

۳۔ آپ کا تعلق سلسلہ جہاں گیریہ کی ذیلی شاخ شکوریہ سے ہے. بچپن میں خواجہ صوفی افتخار رؤفی شکوری (رحمتہ اللہ علیہ) کے دامنِ اقدس سے وابستہ ہوئے. ان دِنوں درگاہ افتخاریہ رؤفیہ شکوریہ (پپلی شریف، خانیوال روڈ/ضلع: وہاڑی) میں رہائش پذیر ہیں.

آخری بات

یہ مختصر احوال وملفوظات کا مجموعہ ایک ابتدائی کاوش ہے. صاحب زادہ صاحب کے متعلق اوران کی حیاتِ مبارکہ کے مختلف پہلوؤں کو اُجاگر کرنا ابھی باقی ہے. آپ کی اچانک رحلت نے سب کو اس قدر سوگوار کر دیا کہ ابھی تک ہم اس غم کے سائے سے باہر نہیں نکل سکے. یہی وجہ ہے کہ جس سے بھی صاحب زادہ صاحب کے بارے میں کچھ استفسار کیا انھوں نے یہ کہہ کر فی الحال معذرت کر لی کہ زخم ہرا ہو جاتا ہے اور ان کا ایکسی ڈنٹ آنکھوں کے سامنے آ جاتا ہے. یہ مختصر تذکرہ صاحب زادہ صاحب کے چہلم کے موقع پر شایع کرنے کا ارادہ تھا لیکن انہی وجوہات کی بنا پر اب ان کے پہلے سالانہ عرس مبارک کے موقع پر شایع کیا جا رہا ہے. اس سے پہلے سرکار کے متعلق شایع ہونے والی مختصر کتاب ''تذکارِ شاہِ محبوب'' اور یہ ''تذکارِ محبّ محبوب'' دراصل تعارفی کتب ہیں جن کا مقصد صرف ان ہر دو شیوخ کے متعلق بنیادی معلومات فراہم کرنا ہے. ابھی ان کی حیات کے کئی پہلو زیر تحقیق ہیں.

سرکار کی مفصل سوانح عمری زیر ترتیب ہے جس میں سرکار کے ساتھ ساتھ ان کی اولاد اور خلفاے کرام کا بھی مفصل تذکرہ پیش کیا جائے گا. اس حوالے سے گاہے بہ گاہے وابستگانِ سلسلہ اور متوسلین سے گزارش کرتا رہتا ہوں اور دوبارہ عرض ہے کہ اپنی اپنی معلومات مجھ تک پہنچائیں تا کہ مفصل اور مستند تذکرہ ترتیب دیا جا سکے. ٹیکنالوجی کے اس دور میں معلومات پہنچانا نہایت آسان عمل ہے اور اس مقصد کے لیے بہت سی سہولیات میسر ہیں.

تمام احباب سے دعاؤں کی درخواست ہے. جزاک اللہ

الحمد اللہ سرکار کی حیات مبارکہ پر مفصل کتاب تیار کی جارہی ہے

جلوۂ محبوب

آسمان ولایت کے ایک روشن اور چمکتے ستارے

حاجی خواجہ صوفی محمد محبوب علی شاہ جلیسری ہرجائی

کے احوالِ حیات، تعلیمات وافکار اور صاحب زادگانِ کرام وخلفاے عظام کا تذکرہ

تمام متوسلین، مریدین، خلفاے کرام اور احباب سے گزارش ہے کہ جس کسی کے پاس بھی سرکار کے متعلق معلومات موجود ہیں، ازراہ کرم وہ ہم تک پہنچائیں تا کہ اس مفصل کتاب کو بہتر انداز میں ترتیب دیا جاسکے. جزاک اللہ

برائے رابطہ: **حسیب احمد محبوبی**

موبائل نمبر: 0315-3311157/0331-5089075

پتا: فلیٹ نمبر ۱۰، بلاک نمبر ۵۹، کیٹگری V-ی، سیکٹر I-9/4، اسلام آباد

ای میل: haseebahmed10773@gmail.com





صاحب زادہ صوفی محمد محبّ علی شاہ محبوبی

سجادہ نشینِ اوّل: درگاہ عالیہ ایوبیہ محبوبیہ (میاں چنوں/ضلع: خانیوال)



ملقب بہ خواجہ صاحب

صاحب زادہ محمد مدثر علی شاہ محبوبی

سجادہ نشینِ دوم: درگاہ عالیہ ایوبیہ محبوبیہ (میاں چنوں/ضلع: خانیوال)





مخدومہ امیر جان لائبریری، نڑالی

ISBN: 978-969-9928-08-6